Regd No L. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

الیس اللہ بکاف عبدہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بدر
ہفت روزہ قادیان

جلد ۱۲ — شمارہ ۳۳

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۱۰/- روپے
ششماہی ۶/- ”
ممالک غیر ۱۸/- ”
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۲ ظہور ۱۳۴۲ ہش | ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ | ۲۲ اگست ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ اگست (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

احباب جماعت موجودہ خاص تحریک دعا کے مبارک ایام میں خصوصیت کے ساتھ التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

لاہور ۱۶ اگست۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے گزشتہ رات بڑی بے چینی میں گذاری اور آپ بکثرت جاگتے رہے ٹانگوں میں بڑی کمزوری ہے اور گھبراہٹ بھی بہت ہے۔ حکیم محمد نبی صاحب کا علاج جاری ہے احباب دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۰ اگست۔ بکار سلسلہ چند گاہ تشریف لے جانے والے بزرگان دو روز بعد بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔ آج صبح چھ بجے محترم مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر مقامی چند روز کے لئے پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت دار الامان واپس لائے۔

قادیان ۲۰ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

مسجد ہالینڈ کے میناروں کی تکمیل

از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ اسلام مقیم دی ہیگ ہالینڈ

ہالینڈ مشن کا قیام جولائی ۱۹۴۷ء میں عمل میں آیا جس پر اب سولہ سال کا عرصہ گذر رہا ہے اور یہ امر باعث مسرت ہے کہ اس مشن کا کام روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ سنہ ۵۳ء میں مسجد کے لئے ہیگ میں زمین خریدی گئی۔ اور سنہ ۵۵ء میں بفضلہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہالینڈ مسجد کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ مسجد خالصۃً جماعت کی خواتین کی قربانی کا ایک شاہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت بہت جزا دے۔ آمین۔

مسجد گو ہر لحاظ سے مکمل تھی اور ظاہری لحاظ سے یورپ کے ماحول کے عین مطابق تھی۔ ماڈرن طرز کا ایک بلند مینار بھی تھا جس کے اوپر ہلال اسلامی اور ستارہ بنا ہوا تھا۔ جو رات کو فلڈ لائٹ میں خاص طور پر چمک اٹھتا تھا مگر پھر بھی مشرق کے دلدادہ ظاہری لحاظ سے اس میں کچھ اور بھی مشرق کی جھلک دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ہم نے تہیہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے توفیق دے تو ہم اس کے اوپر سامنے کی طرف تصویری رنگ (symbols) کے مینار ضرور بنائیں۔ چنانچہ گذشتہ دفعہ محترم صاحبزادہ مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر جب یورپ تشریف لائے تو ان کے ایماء اور ہدایت کے مطابق اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی ابتداء کر دی گئی۔

اس جگہ اس امر کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ ہالینڈ کو آرٹ کی دنیا میں ایک خاص مقام حاصل ہے اور یہاں کے لوگ آرٹ سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ ریمبرانٹ (Rembrandt) یہاں کا ایک مشہور پینٹر گذرا ہے جس نے ہالینڈ کو آرٹ کی دنیا میں صف اوّل میں لا کھڑا کیا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا آرٹسٹک مزاج بعض حالات میں قابلِ تحسین بھی گردانا جا سکتا ہے۔ مگر ہمارے میناروں کی تعمیر میں یہی آرٹ ایک خاصہ وقت روک بھی بنا رہا اور متعلقہ حکام جو اسلامی جذبات اور اسلامی آرٹ سے بالکل بے بہرہ تھے اس کی راہ میں حائل رہے۔ آخر کار ہم نے اس غرض کے لئے یہاں کی ایک مشہور بلڈنگ فرم کی خدمات حاصل کیں اور ان کے ذریعہ اس کے نقشہ کی منظوری اس سال کے ابتداء میں حاصل کی۔ اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ یہ مینار اب وجود میں آ چکے ہیں جس سے فی الحقیقت مسجد کی ظاہری شکل میں ایک نمایاں تبدیلی نظر آنے لگی ہے جو ہر گذرنے والے کو خاص طور پر متاثر کرتی ہے۔

مسجد کے مینار گو اپنے حجم کے لحاظ سے اتنے بڑے نہیں مگر اپنی خاص نوعیت کے باعث ایک خاص شان کے حامل ہیں۔ ستون تو عام اینٹوں کے ہی ہیں مگر اوپر کا گول حصہ سارے کا سارا تانبے (Copper) کا ہے جس کو سونے کے اوراق سے ڈھانپا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں خوب چمک پیدا ہو گئی ہے۔ خدا کے فضل سے ہماری مسجد ہیگ کے ایک نہایت عمدہ علاقہ میں ہے۔ اور ایک وسیع اور معروف گذرگاہ کے کنارے پر ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ظاہری لحاظ سے ہمیں اس مسجد کو مزید دلکش بنانے کی توفیق دی ہے وہاں باطنی لحاظ سے بھی ہمیں اس مسجد کو زیادہ سے زیادہ دلکش اور جاذب قلوب بنانے کی سعادت عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہم اس مسجد کو صحیح معنوں میں آباد کرنے والے ہوں اور یہ مسجد اس ملک میں صحیح اسلام پھیلانے کا حقیقی پیش خیمہ ثابت ہو۔ اور وہ دن قریب تر ہو کہ اس مسجد کا ہلال اسلامی اس آب و تاب سے چمکے کہ تمام یورپ کی صلیب سے مزین چوٹیاں اس کے سامنے ماند نظر آئیں۔ اللّٰھم آمین۔

تقریب

ان میناروں کی تکمیل کے ضمن میں گذشتہ ہفتہ مورخہ ۲۷ جولائی کی شام کو مسجد میں ایک ریسپشن پارٹی (Reception) کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ ستر کے قریب دیگر خاص مدعوئین نے شرکت کی۔ انڈونیشین ایمبیسی کے انچارج ڈاکٹر محمد شریف صاحب کے علاوہ ایمسٹرڈم کے پروفیسر براؤن اور ڈاکٹر [illegible] ہیگ کے مشہور اہل علم اور مصنف [illegible]

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا بہترواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء منعقد ہو گا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کرتے رہیں اور زیادہ سے زیادہ احباب جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا [illegible] قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۲۲ر اگست ۱۹۶۳ء

شری کرشن اور آپ کی دوبارہ آمد

۲۲/۲۳ راگست کی درمیانی رات جس وقت منارۃ المسیح کی گھڑی بارہ بجا رہی تھی بڑے زور سے گرجے جھوستے کی آواز آئی۔ رات کی خاموشی میں یکایک ایسی آواز سُنکر حیرت ہوئی کہ یہ کیسی آواز ہے۔ مگر جلد ہی یاد آگیا کہ آج جنم اشٹمی کا تہوار تھا۔ اور اِس وقت گویا شری کرشن جی مہاراج کی یاد منائی جا رہی ہے ــــــ !!

کرشن بھگتوں کا استقلال بھی قابلِ داد ہے۔ ہزاروں ہزار سال بیت جانے کے باوجود کروڑوں افراد اب بھی اپنے تیئں شری کرشن کے معتقد منددوں میں شمار کرتے ہیں۔ اور آپ کا جنم دن بڑے اُتساہ سے منایا جاتا ہے۔ مندروں میں پوجا پاٹ کے علاوہ اخباروں کے سپیشل نمبر نکلتے ہیں۔ خصوصی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ شعراء عقیدت کے پھول نظموں کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

شری کرشن کے بارہ میں ہندو بھائیوں کی عقیدت محض خوش عقیدگی ہی نہیں۔ بلکہ فی الحقیقت ہندو بزرگوں میں آپ کا مقام بہت اونچا اور نمایاں ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے آپ کے بارہ میں خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا:

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر (خدا کی طرف سے) ظاہر کیا گیا۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔"

(لیکچر سیالکوٹ مطبوعہ ۱۹۰۴ء)

راجہ کرشن جی کی ایسی ہی روحانی خوبیوں کے باعث آج کا کرشن بھگت جب ایک طرف دنیا کے بگاڑ گناہوں کی کثرت اور طرح طرح کی تنبے راہ روی کی حالت کو دیکھتا ہے تو طبعی طور پر آپ کی یاد میں بے تاب ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ پر اُسے گیتا میں مذکور وہ خاص وعدہ بہت زیادہ سہارے کا موجب بنتا ہے۔ جس کا ترجمہ کچھ اس طرح پر ہے:۔

"اے بھارت جب دھرم کی نیتی اور ادھرم کا دور دورہ ہو جاتا ہے تب میں اوتار لیتا ہوں۔ نیکوں کی حفاظت گنہگاروں کی سرکوبی اور دھرم کی رکھشا کے اوتار دھارن کرتا ہوں۔"

تب بے اختیاری کے عالم میں اور بڑی دردمندی کے ساتھ کرشن کی دوبارہ آمد کی تمنا کا اظہار کرتا ہے۔ جو گویا اس کی مخفی ضمیر کی آواز ہے مثلاً اسی سال جنم اشٹمی کے موقعہ پر اخبار پرتاپ کا جو سپیشل نمبر شائع ہوا اس میں اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے۔ اس خاص پرچہ کے سرورق پر نظم کی صورت میں اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ نظم کا بڑا حصہ بدر کی اسی اشاعت میں دوسری جگہ بجنسہٖ نقل کیا گیا ہے اس کے ابتدائی حصہ میں تو دنیا کی خستہ حالت قوم کے بگاڑ کا صحیح نقشہ پیش کیا ہے اور آخر میں شری کرشن سے "انسانی شکل میں" دوبارہ آنے کی درخواست کی گئی ہے۔

کرشن کے لئے بیقراری سے انتظار کی یہ صورتِ حال نہ صرف ایک آدھ بار دیکھنے میں آئی ہے۔ بلکہ اس کا سلسلہ ایک لمبے عرصہ سے چلا آرہا ہے۔ چنانچہ آج سے ۳۶ سال پہلے اس مقدس جنم اشٹمی کے موقعہ پر ۱۹۲۷ء میں اسی اخبار پرتاپ کے کرشن نمبر مورخہ ۳۰ر اگست میں اس بیقراری کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا:۔

"سے یوگی راج! کیا اپنے اقرار کو پورا نہ کرو گے آریہ جاتی کے خرد منی یہ جاتی رام کی نام لیوا ہے آپ کے نام کی مالا جپتی ہے ..... اِسلئے آؤ درشن دو۔ مدن موہن آؤ۔"

اس کے تین سال بعد ۱۹۳۰ء میں اخبار تیج دہلی مورخہ ۱۷ر اگست میں ایک دوسرے کرشن بھگت کی پکار ان الفاظ میں درج ہے:۔

"اگر بھگوت میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے۔ اس لئے بھگوان کرشن آؤ جنم لو۔ دُنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ مستحق کو اس کا استحقاق دو۔ خطاؤں سے دنیا کو پاک کرو۔"

اب ذرا صرف ان ہی دو وقتوں کے حوالوں کا موازنہ کیجئے۔ دونوں میں ۳، ۳۶ سالوں کا وقفہ ہے ۱۹۲۷ء و ۱۹۳۰ء کے مضمون نگار دنیا کے بگاڑ کو دیکھ کر شری کرشن جی کی آمد کے لئے چلا رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ آپ کے ظہور پذیر ہونے کا ٹھیک وقت یہی ہے مگر اس پر ۳۳ اور ۳۶ سال بیت جاتے ہیں دُنیا اپنے بگاڑ میں چار قدم آگے ہی بڑھی ہے۔ پیچھے نہیں ہٹی اسی لئے تو ۱۹۶۳ء کا شاعر زیادہ بیقراری سے شری کرشن کی آمد ثانی کے لئے مضطرب ہے اور یہ ہو ۱۹۲۷ء یا ۱۹۳۰ء میں کرشن بھگتوں کی بیقراری کا نمونہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اس کا مطلب یہ نہیں کہ عین انہیں سالوں میں دنیا کے بگاڑ کا نقشہ یکدم بدل گیا بلکہ بگاڑ کا سلسلہ کافی عرصہ پہلے سے شروع ہو چکا تھا اور اس کے مطابق گیتا میں دیئے گئے وعدہ کے مطابق کرشن کی آمد اُسی وقت متوقع تھی جسے نہ پاکر کرشن بھگتوں میں اضطراب اور بے قراری کی لہر دوڑ نے لگی۔ اگر اندازہ تیس چالیس پہلے کا لگائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تک اس پر ساٹھ ستر سال ہو چکے ہیں۔ ماہرین نے دنیا میں ایک نسل کی عمر کا ۲۲ سال اندازہ لگایا ہے۔ اس حساب سے اب تک گویا تین نسلیں یہ زمانہ دیکھ چکی ہیں۔ ایک طرف دنیا دن بدن بگاڑ میں بڑھتی جا رہی ہے تو دوسری طرف شری کرشن کی متوقع آمد میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے۔

اور یہ صورتِ حال کرشن بھگتوں کو گمبھیر رنگ میں دعوتِ فکر دیتی ہے کہ گیتا میں مذکور وعدہ کیا ہوا؟ آیا اُسے (نعوذ باللہ) جھوٹ کہیں یا یہ سمجھا جائے کہ آنے والا تو آگیا مگر دُنیا اس کی شناخت سے محروم و بے نصیب رہی ہے!! ان باتوں میں سے پہلی بات کو یقینی سمجھ اور درست قرار نہیں دیا جا سکتا رہا ۹ ...

مُبارک تحریکِ دُعا چالیس دن جاری رہے گی

از یکم اگست تا ۹ر ستمبر ۱۹۶۳ء

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ

غلبۂ اسلام کے لئے خاص دعاؤں اور کم از کم تین صد بار روزانہ درود پڑھنے اور نمازِ تہجد ادا کرنے کی جو تحریک پچھلے دنوں میں نے ایک ماہ یعنی یکم راگست سے ۳۱ر اگست تک کے لئے کی تھی۔ اس کے تعلق میں بہت سے دوستوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ اس تحریک کو یکم اگست سے ۹ر ستمبر تک چالیس دن جاری رکھا جائے احباب کے اس مشورہ کے احترام میں میں اس نوٹ کے ذریعہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ تہجد۔ دعاؤں اور درود کا یہ سلسلہ چالیس دن تک جاری رہے گا۔

امید ہے کہ دوست ان ایام میں خاص توجہ اور انہماک اور گریہ و زاری کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمائے۔ جلد تر غلبۂ اسلام کے ایام ہمیں دکھائے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مرزا ناصر احمد صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

مبارک تحریکِ دُعا

میں

شامل ہونے والوں کی تعداد سات ہزار سے متجاوز ہو گئی الحمد للہ

(محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب)

احباب سے میں نے اپیل کی تھی کہ مبارک تحریکِ دعا میں شمولیت کے لئے کم از کم تین ہزار دوست اپنے نام پیش کریں۔ بعض دوستوں کا مشورہ تھا کہ اس تعداد کو تین ہزار سے بڑھا کر پانچ ہزار کر دیا جائے۔ مگر بعض مصالح کی وجہ سے میں نے خاموشی اختیار کی۔ میں سمجھتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو قبول فرما کر اپنی رحمت سے اس میں برکت ڈالی۔ تو وہ خود دوستوں کے دلوں میں اس میں شامل ہونے کی تحریک کرے گا اور پھر جس حد تک خدا تعالیٰ چاہے گا یہ تعداد پہنچ جائے گی۔

میں اپنے رب کے لئے حمد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ احباب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس تحریک میں شامل ہونے والے دوستوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے سات ہزار سے اوپر جا چکی ہے اور ابھی سینکڑوں نام اور آرہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مرزا ناصر احمد صدر، صدر انجمن احمدیہ ربوہ

خطبہ جمعہ

مذہب کو محض قبول کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ تم اسے اپنی زندگی کا مقصد نہ بناؤ

اسلام اور احمدیت تمہاری زندگی کا مقصد ہے جو ہر لمحہ تمہارے پیش نظر رہنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
مختصر الفاظ میں ایک امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں گو میں نے اس کے متعلق پہلے بھی بتایا ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں اب تک لوگوں میں ابھی وہ روح نہیں دیکھتا جس سے معلوم ہو سکے کہ انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے اور اگر سمجھ لیا ہے تو عمل کی طرف توجہ کی ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ کسی طریق کو اختیار کر لینا کسی مقصد کا پا لینا نہیں ہوتا۔ کسی طریق کے اختیار کرنے کے صرف یہ معنے ہوا کرتے ہیں۔ کہ ایک صداقت کا انسان اقرار کرے مگر صرف

صداقت کا اقرار کافی نہیں

ہوتا۔ صداقتیں دنیا میں موجود ہوتی ہیں لیکن صرف ان کے اقرار سے کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ اور نہ صرف صداقت کا اقرار کر لینے سے دنیا میں ایسی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ جو کسی تغیر کا موجب ہو سکے بہت لوگ ہیں جو عیسائیت کو سچا مانتے ہیں۔ مگر باوجود ان کے عیسائیت کو سچا ماننے کے۔ ہندوؤں کے ہندو مذہب کو سچا ماننے کے مسلمانوں کے اسلام کو سچا ماننے کے ان کی زندگیاں بچپن سے لے کر موت تک کوئی ایسی حرکت نہیں پیدا کر سکتیں جسے اسلامی حرکت کہا جا سکے۔ کروڑوں بچے ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ ان کے پیدا ہونے سے نام کے طور پر عیسائیوں۔ ہندوؤں یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ ہو تو ہو مگر ان کی وجہ سے جس مذہب میں وہ پیدا ہوتے ہیں اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ وجہ یہ کہ ان کے کسی مذہب کو ماننے کا اقرار اسی حد تک ختم ہو جاتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ یہ سچائی ہے۔ لیکن اس طرح مان لینے پر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ وہ سچائی جسے انہوں نے مانا ہے دنیا کے لئے کیسی مفید ہو سکتی ہے اور کیسے نیک نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اس سچائی کو مان کر وہ اپنا ایسا طرز عمل قرار دیں کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ ان کا مدعا اور مقصد کیا ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کرتے۔

ان کا ایمان ایسا انفرادی رنگ کا ہوتا

ہے۔ جیسا چلتے چلتے راستہ میں کسی کو پیاس لگے اور وہ پانی پی لے۔ اس کے پانی پینے سے اس مقصد اور مدعا پر جس کے لئے وہ گھر سے نکلا ہو کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یا اس طرح کہ سفر پر جاتے ہوئے رستہ میں کوئی پھل فروخت ہو رہا ہو۔ اسے خریدنے سے اس کا اثر اس کے رستہ چلنے اور گھر سے نکلنے پر نہیں پڑے گا کیونکہ جو شخص کوئی مقصد قرار دے کر گھر سے نکلتا ہے۔ اس کی ساری کوشش اسی کے لئے ہوتی ہے ایسے شخص کو اگر راستہ چلتے کوئی ایسی چیز بھی مل جائے جس کی اسے ضرورت ہو اور جسے وہ خریدنا چاہے تو بھی اصل مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے میں دیر ہو جانے کی وجہ سے وہ کہتا ہے چلو آتے وقت خرید لیں گے۔ غرض رستہ چلنے والا راستہ میں جو عمل کرتا ہے کسی سے بات کرتا ہے کسی سے ملتا ہے کوئی قدم اٹھاتا ہے۔ ہر وقت اس کے سامنے وہی بات رہتی ہے جس کے لئے وہ گھر سے نکلتا ہے اور وہ اس کا مقصد اور مدعا ہو جاتی ہے۔ اور جو انفرادی اعمال ہوتے ہیں ان کا اس پر اثر نہیں پڑتا۔
جو لوگ اپنا

کوئی مقصد قرار دے لیتے ہیں

ان کی اور حیثیت ہوتی ہے اور جو نہیں قرار دیتے ان کی اور اسلام میں پیدا ہو کر اس کو سچا ماننے والے عیسائیت میں پیدا ہو کر عیسائیت کو سچا ماننے والے ہندوؤں میں پیدا ہو کر ہندو مذہب کو سچا ماننے والے جو اپنے مذہب کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے۔ وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنا مقصد اور مدعا مذہب کو قرار نہیں دیتے اور جو لوگ مقصد قرار دے لیتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ انہیں اپنے مذہب کے ذریعہ دنیا میں صداقت قائم کرنی ہے وہ ساری زندگی اسی میں لگا دیتے ہیں اور ہر کام جو وہ کرتے ہیں اس میں ان کے مدنظر یہی بات ہوتی ہے۔

اب دیکھو ایک احمدی ہے۔ یعنی ایسا

شخص جس کے سامنے دلائل پیش کئے گئے اس نے سمجھے اور مان لئے اور وہ احمدی بن گیا۔ اب اگر اس کے احمدیت کے اقرار کو زبان سے ہٹا دیا جائے اس کے یقین کو دل سے نکال دیا جائے اور صداقت کے خیال کو دماغ سے علیحدہ کر دیا جائے تو وہ ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا۔ جیسا کہ پہلے تھا کیونکہ احمدیت کا اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ اور اس نے احمدیت کو اپنا مقصد اور مدعا قرار نہ دیا۔ لیکن

جو مذہب کو اپنا مدعا اور مقصد

قرار دے لیتا ہے وہ صداقت کو قبول کرنے پر ہی بس نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ ہی کئی اور باتیں بھی دریافت کرنے لگ جاتا ہے۔ مثلاً وہ پوچھے گا کہ جو تعلیم میں نے مانی ہے اس کا اثر انسان کی زندگی پر اس زمانہ میں تا مرنے کے بعد کیا پڑتا ہے۔ پھر یہ کہ اس کا اثر انفرادی طور پر کیا پڑے گا۔ اور عام طور پر کیا۔ پھر یہ کہ آیا ممکن ہے کہ میں اس سچائی کو اختیار کروں اور مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو۔ یا یہ کہ میرا ماننا اور نہ ماننا برابر ہے یا اس میں کچھ فرق ہے۔ میری نہ ماننے کی حالت اور ماننے کی حالت یکساں ہونی چاہیئے۔ یا اس میں کوئی فرق ہونا چاہیئے یہ ایک سلسلہ سوالات شروع ہو جائے گا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سمجھ لے گا کہ اس پر دو قسم کے فرض عائد ہوتے ہیں ایک یہ کہ چونکہ وہ سب سے ضروری چیز ہے جو اس نے اختیار کی ہے اور دنیا میں جو کام بھی وہ کرتا ہے۔ علم پڑھتا ہے۔ ملازمت کرتا ہے یا کوئی اور کام کرتا ہے۔ اس سے جو فائدے پہنچ سکتے ہیں اس سے زیادہ اس سے پہنچتے ہیں۔ اور اسے ترک کرنے سے باقی تمام چیزوں کے ترک کرنے سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور اس پر اس کی ساری زندگی کا مدار ہے۔ یہی اس کا مقصد اور مدعا ہے اس صورت میں جو بھی کام وہ کرے گا اسی میں دیکھے گا کہ اس سے اس کے مذہب

اور اس کی قبول کردہ صداقت پر تو کوئی الٹا اثر نہیں پڑتا۔ میرے تعلقات اور معاملات تو اس چیز کو صدمہ نہیں پہنچاتے جس کو میں نے ساری چیزوں سے مقدم رکھا ہے۔ جب وہ اس کو سوچے گا۔ اور اس کے نزدیک

احمدیت تمام چیزوں سے پیاری چیز ہوگی

تو وہ ہر بات کے متعلق بآسانی فیصلہ کر سکے گا کہ اس میں وہ شامل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس میں شامل ہونے یا اسے اختیار کرنے سے احمدیت پر برا اثر پڑے گا تو وہ اختیار نہیں کرے گا۔ اور اگر اس سے احمدیت کو فائدہ پہنچے گا تو اختیار کرے گا۔ اور جب اس کی یہ حالت ہو گی تو وہ سمجھے گا کہ میں دنیا سے علیحدہ کوئی وجود نہیں ہوں بلکہ ہر انسان کا اثر مجھ پر پڑ رہا ہے اور ہر تغیر کا مجھ پر اثر ہو رہا ہے جس طرح چاند۔ سورج۔ ستاروں کا اثر اس تک پہنچتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کا اثر بھی پہنچتا ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی کہہ دے کہ امریکہ یا چین یا جاپان کا یہ خیال ہے مجھے اس سے کیا تعلق۔ کیونکہ کوئی عقیدہ اور کوئی خیال ایسا نہیں۔ جو پیدا ہوا ہو۔ اور پھر اپنی جگہ پر ہی رہا ہو۔ اس کا اثر ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے اور اگر ایسی بات عقل صریح کا مقابلہ نہیں کرتی تو خواہ چھوٹی بھی ہو۔ تو بھی دنیا میں اثر کرتی ہے اس سے ہمیں کیا غرض۔ میں نے صداقت کو قبول کر لیا ہے۔ اور اتنا ہی میرے لئے کافی ہے۔ کیونکہ وہ خیال اگر ایسے لوگوں میں پیدا ہوا ہے جن میں جوش ہے اور وہ عقلی بات ہے۔ تو بہت لوگ اس کے اثر میں آ جائیں گے۔ اور انہیں دھوکا لگ جائے گا

آج جو نور ہم نے اپنے گھروں میں داخل کیا ہے بعد میں آنے والے ممکن نہیں بلکہ اغلب ہے کہ اسے اپنے گھروں سے نکال دیں۔ کیونکہ جب کسی بدی کو مٹایا نہیں جاتا تو وہ پھیلتی ہے

مثلاً بیماریاں ہی ہیں جب تک ان کا مقابلہ نہیں کیا جاتا پھیلتی جاتی ہیں یا جب تک خدا ہی ان کی تباہی کے اسباب نہ کرے بڑھتی جاتی ہیں۔ یہ نیچر کا قانون ہے کہ ایک وقت تک ایک چیز اپنا جوش دکھا کر ٹھنڈی پڑنے لگ جاتی ہے طاعون کے متعلق ہی دیکھ لو۔ انگریزوں نے بڑی کوششوں کے بعد یہ نکالا کہ جس طرح طاعون ہو جائے۔ وہ یہ علاج کرے یا اس کے لئے یہ یہ احتیاط کی جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو ٹھنڈا کر دیا۔ تو

وسیع اثر کرنے والی

باتیں اور چیزیں اس طرح بھی دب جاتی ہیں لیکن اگر ایک جاتی ہے تو دوسری نکل آتی ہے دوسری کے ٹھنڈے پڑنے پر تیسری۔ اور جب تک صداقت کو نہ پھیلا دیا جائے یہ خطرہ لگا ہی رہتا ہے۔

پس جب انسان یہ سمجھ لے کہ وہ دنیا میں اکیلا نہیں بلکہ اور لوگ بھی ہیں۔ اور جب یہ سمجھ لے کہ اگر وہ آبادی سے الگ تھلگ کسی جنگل اور قلعہ میں بھی ہو۔ تو بھی دوسروں کے خیالات کے اثر سے بچ نہیں سکتا۔ اور اگر وہ متأثر نہ ہو تو اس کی اولاد یا اولاد کی اولاد متأثر ہو جائے گی۔ پھر جب وہ یہ بھی سمجھے گا کہ صداقت اس نے قبول کی ہے راحت و آرام حاصل کرنے کا وہی ذریعہ ہے۔ تب وہ اس بات کو اپنا مقصد اور مدعا قرار دے گا کہ جب تک دوسرے خیالات والوں نے قبول کئے ہیں نہ پھیلاؤں۔ صبر نہ کروں گا ایک

ایسے انسان کی زندگی

اور اس انسان کی زندگی میں جس کو اس بات کا احساس نہیں ہوگا بہت بڑا فرق ہوگا۔ وہ جس نے احمدیت کو سچا مان کر صرف قبول کیا اور اسے اپنا مقصد و مدعا قرار نہ دیا اس کی زندگی ایسی ہی ہوگی جیسے زمینداروں کی۔ لیکن دوسرا جس نے احمدیت کو قبول کیا۔ اور اس نے سمجھا کہ یہ

بہترین سے بہترین چیز

ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی آ جائے۔ اس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرے گا اور وہ اس کے لئے فیصلہ مفید اور بابرکت ثابت ہوگی۔

اس کے ساتھ ہی جب وہ یہ سمجھے گا کہ دوسرے لوگوں کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں کہ جب تک اسے مٹا نہ دیا جائے ختم ہو جاتی ہے۔ جب ان باتوں پر غور کرے گا تو اس کی زندگی ایک عام زمیندار کی زندگی کی طرح نہیں ہوگی بلکہ اس کی زندگی محمد صلے اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کی سی زندگی ہوگی۔ اور حقیقت میں وہ زندہ ہوگا۔ ایک زمیندار اور ایک تاجر بھی زندہ ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسے ہی زندہ ہوتے ہیں جیسے بھیڑ بکری۔ جیسے وہ کھانا کھاتی اور پانی پیتی ہے۔ اسی طرح یہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے ہیں جس طرح وہ گھاس تلاش کرتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی اپنی خوراک تلاش کرتے ہیں۔ یہ کوئی روحانی زندگی نہیں ہوتی ہے۔

روحانی زندگی

ایک الگ زندگی ہوتی ہے۔ اس میں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کھاتا پیتا اور پہنتا ہے بلکہ ان سے بالا چیز حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اس سے بالا یہ ہوتا ہے کہ دوسروں تک اس چیز کو پہنچاتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگ دراصل زندہ ہوتے ہیں جن کے آگے دوسرے مردوں کی طرح جا پڑتے ہیں۔

اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسی ہی زندگی حاصل نہ ہوتی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ابوبکر رضؓ۔ عمر رضؓ کو جس طرح کہتے اسی طرح وہ کرتے۔ کیا ان میں وہ ظاہری زندگی نہ تھی۔ اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا

کوئی تھا جو عمر رضؓ کی گردن کو اپنے آگے جھکا سکتا؟ مگر آپ اگر ان کو موت میں ڈالتے تو جاتے اور ذرا حیل و حجت نہ کرتے۔ ان کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے تنور والے کے ہاتھ میں لکڑیاں ہوتی ہیں جو انہیں تنور میں ڈالتا جاتا ہے۔ اور وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ وہ مردہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح ابوبکر رضؓ عمر رضؓ جو کھنچی ہوئی تلوار تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں جا کر لکڑیاں بن گئے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم روحانی زندہ تھے اور وہ مردہ تھے اور مردہ چیز زندہ کے ہاتھ میں بولا نہیں کرتی۔ زندہ جس طرح چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ کرتا ہے

پس یہ روحانی زندگی ہوتی ہے جو دنیا میں تغیر پیدا کرتی ہے۔ اور یہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنی

زندگی کا مقصد

اور مدعا مذہب کو قرار دے لیتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ جن کا عدم و وجود برابر ہوتا ہے۔ وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جو اس بات کو اپنا مقصد نہیں بناتے۔ وہ کھانے پینے کو اپنا مقصد اور مدعا سمجھتے ہیں۔ اور دین کو ایک ضمنی بات۔ مثلاً ایک زمیندار ہے۔ وہ اپنا کام یہی سمجھے گا۔ کہ کھیتی باڑی کرے ساتھ ہی کوئی مذہب بھی اختیار کر لو

کا مذہب اختیار کرنا ایسا ہی ہوگا۔ جیسے کچہری جاتے ہوئے کسی جگہ سے پانی پی لیتا ہے۔ یا کوئی میوہ کھا لیتا ہے۔ کوئی اس حالت میں اسے دیکھے اور کہے کہ یہ کچہری نہیں جا رہا۔ بلکہ یہی کام کرنے آیا ہے۔ تو اس کی غلطی ہوگی۔ اگر اس کا پتہ بھی لگ جاتا ہے جبکہ پانی پینے میں اسے دیر لگ جائے اور ادھر کچہری سے آواز آئے کہ فلاں مقدمہ ہے۔ تو وہ پانی پینا چھوڑ دے۔ اور یہ درمیانی چیز قربان کر کے ادھر بھاگ پڑے گا۔ تو بالعموم ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا مقصد اور مدعا دنیاوی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور مذہب کو وہ اسی طرح

ایک درمیانی اور ضمنی چیز

سمجھتے ہیں۔ جس طرح کوئی کچہری جاتے ہوئے پانی پی لیتا ہے۔ میوہ کھا لیتا ہے یا کوئی چیز خرید لیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کا اصل کام یہی تھا۔ بلکہ یہ کہ اسے کچہری کے کام سے فرصت مل گئی۔ تو اس نے اس کام کو کر لیا۔ ان لوگوں کا مذہب کے متعلق یہی حال ہوتا ہے کہ زمینداری سے یا اور دنیاوی کام سے فرصت مل گئی تو ظہر و عصر کی نماز پڑھ لی۔ یا نماز پڑھنے سے انکے کام میں کوئی حرج نہ ہوا تو پڑھ لی۔ لیکن اگر ... اگر کوئی کام ہوا اور اس کو چھوڑنا پڑے تو پھر نہیں پڑھیں گے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد زمینداری یا کوئی دنیاوی کام ہے۔ کیونکہ اس پر وہ

دین کے کام کو قربان

کر دیتا ہے۔ ورنہ اگر وہ اپنا مقصد مذہب کو قرار دیتا تو وہ اس کے الٹ کرتا۔ جب وہ اپنا مقصد مذہب کو سمجھے گا۔ تو پھر ایسا ہوگا کہ جس طرح کچہری کی طرف سے آواز آنے پر مٹھائی خریدنا چھوڑ کر ادھر بھاگ پڑتا ہے اسی طرح جب دین کی طرف سے آواز آئے تو سب کچھ چھوڑ کر ادھر متوجہ ہو جائے گا اور پھر یہ نہیں ہوگا کہ وہ

مذہب کو اپنا مقصد بنائے

نماز پڑھے روزے رکھے حج کرے زکوٰۃ دے مگر پھر بھی اس کی بیوی اور رشتہ داروں کو پتہ نہ ہو کہ اس کا کیا مذہب ہے بلکہ وہ زندگی کی طرح ہوگا اور کہے گا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں نے اپنی بیوی اپنے رشتہ داروں اور اپنے قریب رہنے والوں کو دین نہ سکھایا۔ تو یہ میری اولاد پر اثر ڈالیں گے۔ اور اس کو تباہ کر دیں گے۔ اس صورت میں اس کی زندگی ہوگی۔ یہ زندہ نظر آئے گا اور دوسرے اس کے سامنے مردہ ہوں گے۔ جس طرح وہ چاہے گا ان کو سکھائے گا۔

یہ بات ہے جس کی طرف میں نے پہلے بھی آپ لوگوں کو توجہ دلائی ہے اور اب بھی توجہ دلاتا ہوں کہ

اپنی زندگیوں کو زندہ بناؤ

اور مذہب قبول کر کے دیکھو کیا اسے تم نے اپنا مقصد بنایا ہے یا دنیا کی اور چیزیں تمہارا مقصد ہے۔ اگر مذہب ہے تو دیکھو تم نے اس کے لئے کیا کیا قربانیاں کی ہیں۔

اگر تم اس بات کو سمجھ لو تو تمہاری موجودہ زندگی خواہ کسی پیشہ میں ہو ایک لفظ بھی نہ پڑھے ہوئے ہو لوہار اور ترکھان کا کام کرتے ہو تو بھی ایسی تبدیلی کر سکو گے کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔ اور میں جانتا ہوں کہ جب کوئی قوم کسی کام اپنا مقصد قرار دے لے تو اسے کر کے ہی چھوڑتی ہے پس

ترقی کرنے کی روح پیدا کرو

جس قوم کے مد نظر اپنا مقصد ہوتا ہے اس میں اور دوسری میں ایسا ہی فرق ہوتا ہے جیسے مردہ اور زندہ میں یہ بات میں پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں کہ جب تک تم میں یہ روح نہ ہوگی تم ترقی نہ کر سکو گے مذہب کو صرف قبول کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اسے زندگی کے لئے بطور مقصد اور مدعا سمجھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

مشرق بعید کے دورہ سے کامیاب مراجعت

ربوہ ۱۷ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مشرق بعید کے ممالک کا کامیاب دورہ کرنے کے بعد کل رات بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ آپ ۱۱ جولائی کو ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ ۱۵ جولائی کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے دورہ کا آغاز فرمایا۔ کم و بیش ایک ماہ کے اہم تبلیغی سفر کے بعد آپ کل تشریف لائے۔ اہل ربوہ نے سڑک پر آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس دورہ میں محترم صاحبزادہ صاحب جنگاک، ہانگ کانگ، سنگاپور، ملایا اور انڈونیشیا تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے احمدیہ مشنوں اور جماعتوں کا معائنہ فرمایا اور مبلغین کرام کو تبلیغ کی وسعت اور احمدی دوستوں کی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ جہاں ابھی مشن قائم نہیں وہاں پہنچ مشنوں کے قیام کا جائزہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا واپس تشریف لانا ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس دورہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ اور اسے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں زیادہ ترقی کا باعث بنائے۔ آمین

مشرقِ بعید میں تبلیغِ اسلام کے امکانات کا جائزہ

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا انڈونیشیا میں ورودِ مسعود

جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا کی طرف سے عقیدت کا والہانہ اظہار

از مکرم سید کمال یوسف صاحب

پرجوش خیر مقدم

جب ۲۲ر جولائی کی شام کو جاکرتہ ایئرپورٹ پر پہنچے تو رئیس التبلیغ سید شاہ محمد صاحب نائب صدر عہدہ داران اعلیٰ راڈین ہدایت صاحب۔ نائب صدر ثانی مجلس خدام الاحمدیہ راڈین ہادی ایمان صاحب سیکرٹری امور خارجہ مرتو صاحب ہوائی جہاز کی سیڑھیوں کے پاس مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کے استقبال کے لئے وقار سے ایک صف میں کھڑے تھے ان کو ایئرپورٹ کے اندر آنے اور ایک غیر ملکی جہاز کے قریب آنے میں حکومت کی طرف سے خصوصی مراعات ملے ہوئے تھے۔ جونہی صاحبزادہ صاحب ہوائی جہاز کی سیڑھیوں سے نیچے اُترے السلام علیکم اور اھلاً وسہلاً و مرحباً سے شاہ صاحب نے آپ کا استقبال کیا۔ پھر ہار پہنائے، فرداً فرداً مبلغین اور عہدہ داروں سے تعارف و تسلیم ہوئی۔

چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی بھی شامل تھے۔ اس کے بعد ایئرپورٹ کے خاص گیٹ سے شاہ صاحب کی معیت میں صاحبزادہ صاحب باہر تشریف لائے۔ جہاں احباب تقریباً سو آئین مرد و خواتین تاسیک۔ ملایا سنگاپرنا۔ گاروٹ۔ بنڈونگ۔ سوکابومی بوگور، میڈان، سورابایا، پاڈانگ، لومت وغیرہ دور دراز جماعتوں کے نمائندگان استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ اللہ اکبر کے بلند نعروں کے ساتھ احباب نے اھلاً وسہلاً کہا۔ پھر صاحبزادہ صاحب سے مصافحہ کیا۔ باوجود تاکید کے کہ میاں صاحب سے کمر کی تکلیف کے باعث معانقہ نہ کیا جائے۔ وفورِ خلوص کے جوش میں رک نہ سکے۔ اور بعض تو چہرہ کو دیکھ کر بے قرار ہو کر رونا شروع کر دیتے اس وقت پریس کے فوٹوگرافر نے تصاویر لیں اور ریڈیو نے بھی آپ کی آمد کا اعلان ہوا معانقہ کے بعد تمام احباب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اور صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ دعا کے وقت رقت کا وہ سماں تھا۔ جو رمضان کی دعا میں ربوہ کی مسجد مبارک میں ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی احسانات کی وجہ سے جماعت کے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے والہانہ محبت ہے جس کی وجہ سے حضور کے صاحبزادہ کو ملتے وقت ان کے جذبات قابو سے باہر ہو جاتے تھے ۱۹۲۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انڈونیشیا میں مشن کھولا جس کے نتیجہ میں ایک عظیم جماعت یہاں پیدا ہوئی۔ جس کے اخلاص کا اندازہ یہاں کے احباب کے ملے بغیر کرنا بہت مشکل ہے۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا قیام خلافتِ ثانیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ اس وقت یہاں پر سات پاکستانی اور دس انڈونیشین مبلغ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

دعا کے بعد ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر جاکرتہ کی مسجد پہنچے۔ اور دعا کے بعد مکرم سید شاہ محمد صاحب کے داماد مکرم ہادی ایمان صاحب کے گھر قیام کیا۔ مکرم ہادی ایمان صاحب ایک مخلص نوجوان ہیں جو ۱۹۶۲-۶۳ء کے خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے نائب صدر ثانی رہے ہیں۔ آپ نے اپنا مکان صاحبزادہ صاحب کے قیام کے لئے پیش کیا۔ آپ کی بیگم نے صاحبزادہ صاحب کے آرام کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

وزیر اطلاعات سے ملاقات

۲۳ر جولائی کی صبح کو انڈونیشیا کے منسٹر آف انفارمیشن مسٹر ڈاکٹر حاجی اسلان عبدالغنی کو صاحبزادہ صاحب ایک وفد کی صورت میں ملے۔ جس میں رئیس التبلیغ صاحب جنرل سیکرٹری انڈونیشیا اور خاکسار شامل تھے۔ شاہ صاحب نے صاحبزادہ صاحب کا تعارف وزیر موصوف سے کرایا۔ جس پر ڈاکٹر اسلان نے کہا کہ وہ اخبار اور ریڈیو پر آمد کی اطلاع سن چکے ہیں۔ اور یہ کہ صاحبزادہ صاحب کے استقبالیہ ایڈریس کو سننے کے لئے بنڈونگ آئیں گے۔ آپ نے جماعت کے حالات دلچسپی سے سُنے۔ افریقہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی اور اس کے نتیجہ میں اسلامی غلبہ سے بہت متاثر ہوئے۔ جامعہ احمدیہ کے نصاب کے مطالعہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا کہ میں ہمیشہ mass تحریرجیس جو اسپ پارٹی ہمارے ہاں اپنے بستر کے ساتھ رکھتا ہوں اور اکثر پڑھتا رہتا ہوں۔ اسلام کا اقتصادی نظام وغیرہ کتب لے کر بہت خوش ہوئے۔ جو کتب پیکٹ میں بند کر کے ہم ان کے لئے لے گئے تھے۔ اس کو کھول کر فوراً یہ کتاب باہر نکالی۔ وزیر موصوف شاہ صاحب کے ساتھ انقلاب کے وقت آزادی کی جدوجہد میں کام کرتے رہے تھے۔ لہٰذا ملاقات کے وقت بطور لطافت کے یہ بھی کہنے لگے کہ میں اسلام کی تعلیم سے اتنی واقفیت نہیں رکھتا مگر شاہ صاحب کی بدولت کچھ علم ہوا ہے۔ صاحبزادہ صاحب سے متعدد امور پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس موقعہ پر فوٹو لئے گئے اور صاحبزادہ صاحب کی کافی سے تواضع کی گئی۔ آپ نے وزیر موصوف کو ربوہ آنے کی دعوت دی کہ اگر وہ پاکستان آئیں تو ربوہ ضرور تشریف لائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں ضرور اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ آپ نے تفسیر قرآن مجید کے حاصل کر لینے پر خوشی کا اظہار کیا۔ پریس و ریڈیو نے یہاں پر اس ملاقات کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ صاحبزادہ صاحب نے وزیر موصوف کو ربوہ آنے کی دعوت دی ہے۔ ظہر کا کھانا مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی کے گھر کھایا۔ اور وہاں پر نماز ظہر و عصر جمع کر کے بوپایرنگ کے لئے روانہ ہوئے یہ بہت صحت افزا مقام ہے اور یہاں پر جماعت کے ایک مخلص دوست حاکم من ناسوتیون صاحب نے صاحبزادہ صاحب کے قیام کے لئے مکان پیش کیا۔ یہاں تک چھوڑنے کے لئے جناب راڈن ہدایت صاحب اپنی کار پر تشریف لائے۔ پیر بوہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ اب وہ نائب صدر جماعت انڈونیشیا ہیں یہ بٹاوا کے سب سے پہلے احمدی ہیں اور حاکم ناسوتیون صاحب جج ہیں یہ حکومت کے سپیشل کورٹ جاکرتہ کے پریذیڈنٹ ہیں۔ جن کے تحت تقریباً ۲۵ جج ہیں۔ اسی کورٹ میں شاہ صاحب کی صاحبزادی مریم سوجی آتی جج ہیں۔ او ربہت مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنا مکان پیش کیا۔ بلکہ ۳۰ یوم کے لئے اپنی کار بھی صاحبزادہ صاحب کو پیش کی۔ آپ کی بیگم نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جزاھم اللہ

خانہ خدا کا افتتاح

۲۴ کی صبح کو "بوگور" کی جماعت کے صدر اور سیکرٹری صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے مسٹر راڈن یوسف احمدی صدر بوگور اور ابراہیم صاحب سیکرٹری۔ پھر وہاں سے ہم بنڈونگ کے لئے روانہ ہوئے جہاں آج کل مولوی امام الدین صاحب مبلغ ہیں۔ راستہ میں مسجد کے افتتاح کا پروگرام تھا صاحبزادہ صاحب کی پیشوائی کے لئے مبلغین اور احباب جماعت راستہ میں کاریں لے کر آئے ہوئے تھے۔ مسجد کے افتتاح کے لئے زیادہ مصروفیت کی وجہ سے خوف تھا کہ وقت نہ نکل سکے۔ اس پر میجر محمود صاحب جو جاکرتہ کے باشندے ہیں اصرار سے کہنے لگے کہ میں ٹریفک کو مسجد کی طرف موڑ لوں گا تاکہ صاحبزادہ صاحب کی کار وہاں پہنچ جائے۔ جماعت کی ان تھک مساعی کے نتیجہ میں مسجد بہت جلد تعمیر کی گئی۔ مسجد کی تعمیر میں جماعت کے صدر حاجی شریف صاحب نے سب سے زیادہ حصہ لیا۔ صاحبزادہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے دروازہ کھولا بعد میں رقت آمیز اجتماعی دعا فرمائی۔ جماعت نے اجتماعی دعا کے بعد تمام احباب کو ریفرشمنٹ پیش کی

اس کے بعد بنڈونگ کے لئے روانگی ہوئی یہ پاہونگ کا علاقہ قابل دید ہے۔ راستہ میں شاہ صاحب اہم مقامات کا تعارف کراتے رہے۔ ظہر کے بعد بنڈونگ پہنچے۔ یہاں پر سپرنٹنڈنٹ پولیس راڈین احمد سوریا حالی ناتا نے اپنا مکان صاحبزادہ صاحب کے لئے خالی کیا ہوا تھا۔ اسی میں قیام کیا۔

بنڈونگ ایک مشہور تاریخی شہر ہے یہیں بنڈونگ کانفرنس میں ایشیا کے سربراہ شامل ہوئے تھے ہوئی تھی۔ بنڈونگ تک شاہ صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ شریکِ سفر رہیں اور ہر ممکن کوشش دورہ کو کامیاب بنانے میں کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت

کار کا ڈرائیور حمید احمد سکرجو ایک مخلص نوجوان ہیں۔ جنہوں نے ۳۰ دن ڈرائیوری کے لئے وقف کئے ہیں گو پیشہ کے لحاظ سے یہ ڈرائیور نہیں بلکہ تاجر ہیں شام چھ بجے خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے اجتماع پر صاحبزادہ صاحب تشریف لے گئے۔ خدام نے نعرہ تکبیر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور ہار پہنائے اس کے بعد ایک خادم نے آیت استخلاف کی تلاوت کی۔ پھر نظم "نونہالانِ جماعت" انڈونیشین [illegible] سنایا گیا۔ ملک احمد صاحب نے عہد نامہ دہرانے کے بعد خدام الاحمدیہ کے صدر نائب صدر ثانی ڈاکٹر محی الدین صاحب۔ نائب صدر اول رئیس التبلیغ سید شاہ محمد صاحب [illegible]

انگریزی میں صاحبزادہ صاحب کو ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی آمد ہمارے لئے بہت بڑے اعزاز کا موجب ہے۔ پھر مسٹر شاہ محمد صاحب نے بھی اردو اور پھر انڈونیشین میں صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ صاحبزادہ صاحب نے ایڈریس کا جواب دیتے وقت شکریہ ادا فرمایا۔ اور خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ کے بالکل ابتدائی دور میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست ہدایت کے ماتحت کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ خدام الاحمدیہ صرف خادم احمدیت نہیں بلکہ خادم انسانیت ہے۔ اس کی خدمت محدود نہیں بلکہ ہر انسان پر حاوی ہے۔ خدام الاحمدیہ کوئی علیحدہ تنظیم نہیں اگر ایسا تصور کر لیا گیا تو یہ بہت غلط رویہ ہوگا۔ خدام الاحمدیہ جماعت کا ایک حصہ ہے اہم مرکزی نظام کے تابع ایک تنظیم ہے۔ اور اس کا مرکز کے ساتھ تعاون کرنا از حد ضروری ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابھی جو آیت استخلاف کی تلاوت کی گئی ہے ہمیں اس کے مضمون پر غور کرنا چاہیئے۔ یہ آیت ہم پر یہ ذمہ داری ڈالتی ہے کہ ہم ایسے نوجوان تیار کریں جو بزرگوں کی جگہ لے سکیں اور تسلسل میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔ اگر نوجوانوں کی صحیح تربیت نہ ہو تو صحیح رنگ میں وہ بزرگوں کی جگہ نہیں لے سکیں گے۔ دوسری بات جس کی طرف میں خدام کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ قانون قدرت پر غور کر کے سبق حاصل کرنے کے متعلق ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ شہد کو جو مکھیاں تیار کرتی ہیں ان کی ایک خاص تنظیم ہے جس میں ہمارے لئے سبق ہے مکھیوں کی ایک ملکہ ہوتی ہے جو سب مکھیوں کی حکمران ہے اور سب مکھیاں اس کے حکم کی تابع ہوتی ہیں۔ پھر مکھیوں کا ایک گروہ جس کا کام صرف بچے جننا ہے۔ پھر ایک گروہ ہے جو صرف نگرانی اور حفاظت کی ڈیوٹی دیتی ہیں۔ ان تین گروہوں کی مثال خلیفہ، لجنہ اور انصار سے ملتی ہے۔ پھر ایک چوتھا گروہ ہے جو "ورکرز" کا گروہ ہے اگر ایک مکھی شہد جمع کرتے مر جائے تو فوراً دوسری مکھی اس کی جگہ پر آجاتی ہے۔ یہی مقام خدام کا ہے۔ خدام کا کام یہی ہے کہ فوراً "ورکرز" کی جگہ لینے کے لئے تیار رہیں۔ اور اس رنگ سے دین کی خدمت کا کام ہمیشہ کے لئے جاری رہے گا۔ جس کے نتیجہ میں اسلام کا غلبہ قریب سے قریب تر آتا رہے گا۔

اس تقریر کا ترجمہ مکرم میاں عبد الحی صاحب نے کیا۔ اس وقت ۲۹ مجالس میں سے ۲۴ مجالس کے ۲۰۰ نمائندگان شامل تھے۔ خطاب کے بعد مکرم میاں صاحب نے کھیلوں کے مقابلے میں اول دوم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ دعا کے بعد مغرب و عشاء کی نماز ہوئی۔ خدام چار بجے سے مکرم میاں صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔ مگر آمد کا وقت ۶ بجے تھا۔ جب چھ بجے میاں صاحب تشریف لائے تو خدام نے اپنے ڈسپلن کا قابل تعریف مظاہرہ کیا۔ ان کے ڈسپلن سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ یہاں کی خدام الاحمدیہ بہت منظم ہے۔ اور جماعت کے لئے ایک نمونہ ہے مکرم صاحبزادہ صاحب کی آمد سے خدام میں خوشی اور زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ آپ کا دورہ خدام انڈونیشیا کے مرکز کے ساتھ مزید براہ راست تعلقات بڑھانے اور ایمان کی زیادتی کا باعث ہوا۔

دُعاؤں کے دن اور دُعاؤں کی راتیں

از مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے۔ مہتمم صدر۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

اسلام میں اجتماعی عبادات خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ نماز کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ باجماعت ادا کی جائے۔ اس میں مقتدی ایک خاص تنظیم کے ماتحت نماز کے جملہ ارکان ادا کرتے ہیں۔ وہ ایک آواز پر اٹھتے اور ایک آواز پر بیٹھتے ہیں۔ اور اس طرح وہ صلوٰۃ جس کے معنی نماز اور دعا کے ہیں اجتماعی طور پر ادا کرتے ہیں۔

روزانہ نمازوں میں ایک محدود حلقے کے لوگ جمع ہوتے ہیں مگر جمعہ میں سارے شہر کے لوگ مل کر خدا تعالیٰ کی عبادت بجا لاتے اور اس کے حضور دعائیں کرتے ہیں۔ نماز جمعہ اسلام میں ایک خاص اہمیت کی حامل ہے اور اس میں شرکت کے لئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ ہر مسلمان کے لئے ارشاد الٰہی ہے کہ جونہی جمعہ کی اذان کان میں پڑے فوراً کام بند کر کے مسجد میں پہنچ جائے۔ عید بھی ایک اجتماعی عبادت ہے جس میں ایک شہر اور گردو پیش کے لوگ یکجا جمع ہوتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے ہیں۔ اسی طرح رمضان شریف اجتماعی دعاؤں اور عبادات کا مہینہ ہے جس میں صبح و شام اور شب و روز دعاؤں اور عبادات الٰہی میں صرف ہوتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ کو بہت بابرکت قرار دیا ہے۔ حج بھی اجتماعی دعاؤں کا ایک عالمگیر موقع ہے یہ سب مثالیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ اسلام میں اجتماعی عبادات بلحاظ زیادہ بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کو جذب کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر بعض اوقات بعض امور کے لئے اجتماعی دعاؤں کی تحریک کی جاتی ہے۔

اس وقت اسلام بے بسی اور بے کسی کے عالم میں ہے۔ جسے دیکھ کر ہر دردمند دل سے فریاد نکلتی ہے اور وہ بے تابانہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز کے ساتھ اس کی ترقی اور غلبہ کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ پھر فوراً اسلام کے بانی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی یاد ذہن میں تازہ ہو جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دل سے درود اور دعائیں نکلتی ہیں۔ جنہوں نے محض اسلام کی خاطر عمر بھر ہر قسم کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔ پھر اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ زبان پر آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد دل میں تازہ ہو جاتی ہے جو اس وقت جبکہ چاروں طرف سے دشمن اسلام پر حملہ آور تھا اور اسلام سب سے زیادہ مظلوم و مغلوب تھا اسلام کی مدافعت کے لئے سینہ سپر ہوئے اور جنہوں نے یکہ و تنہا کفر و الحاد کے چاروں طرف سے حملوں کا جواب دیا۔ اور اسلام کی مدافعت کے لئے رات دن ایک کرتے ہوئے ساری زندگی اس کے لئے وقف کر دی۔ اور عقلی اور نقلی دلائل سے دشمن کو لاجواب کر دیا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ ساتھ ہی مثیل مسیح موعود حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی یاد دل میں تازہ ہو جاتی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تمام قوتیں اس راہ میں صرف کر دیں۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اطراف و اکناف عالم میں حضور کی قیادت میں جوان ہمت احمدی دشمن کے مقابلہ میں سینہ سپر ہیں۔ اور جہاں کسی زمانے میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا جاتا تھا۔ آج وہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے "اللہ اکبر" کی آواز بلند ہو رہی ہے اور کفر و الحاد کی فوجیں پسپا ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر حضور کی علالت کی وجہ سے دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے اور دل کی گہرائیوں سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ اور شفائے عاجلہ کے لئے دعائیں نکلتی ہیں تا وہ دن جلد آئے جب حضور پھر جماعت کی عملی قیادت سنبھالیں اور اپنے زریں ارشادات سے ہماری راہنمائی فرمائیں۔ اور وہ دن قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے جب اسلام ادیان باطلہ کو مغلوب کر کے دنیا بھر میں پھر غالب ہو جائے اور ساری دنیا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر آگرے اور حضور پر درود بھیجنے پر مجبور ہو جائے۔

ان دعاؤں میں یکجہتی پیدا کرنے کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ نے پچھلے دنوں تحریک فرمائی کہ کم از کم تین ہزار ایسے احباب اپنے نام مرکز میں بھجوائیں جو یہ عہد کریں کہ یکم اگست سے ۳۱ر اگست تک روزانہ نماز تہجد کے علاوہ وہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف پڑھیں گے اور اس مبارک تحریک کو اجتماعی رنگ دیتے ہوئے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر وہ دردمند دلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اسلام کی فتح و نصرت اور حضرت المصلح الموعود کی صحت عاجلہ و کاملہ کیلئے دعائیں کریں گے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے یہ تحریک ہونے پر نہ صرف پاکستان کے کونے کونے سے بلکہ ہندوستان، یورپ کے مختلف ممالک، انگلستان اور امریکہ تک سے بھی مخلص دوستوں کی طرف سے اس تحریک میں شمولیت کے لئے خطوط آئے ان میں بڑی عمر کے دوست بھی ہیں۔ نوجوان بھی ہیں۔ خواتین بھی ہیں اور بچیاں بھی، خدام بھی اور اطفال بھی، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جماعت کے ہر طبقہ کے دوست یکدم خواب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور ان میں جان سی پڑ گئی ہے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس دوڑ میں دوسروں سے آگے بڑھ جائے اور سب سے پہلے اس تحریک میں شامل ہو۔ اس سلسلہ میں ایک بچے کے خط سے ایک اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"اس وقت میری عمر ۱۴ سال ہے جماعت نہم کا طالب علم ہوں۔ شاید تحریک نہ صرف بڑوں کے لئے ہے بلکہ چھوٹوں کے لئے بھی ہے اس لئے میرا نام بھی اس فہرست میں درج کر لیا جائے تو مشکور ہوں گا۔ اپنے پیارے امام اور خلیفہ وقت کے لئے نہ صرف بڑوں کے دل میں مقدس جذبہ ہے بلکہ چھوٹوں کے دل میں بھی ہے۔ اس لئے میں پھر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔"

اس خط کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو نظر انداز کر دیجئے اور اس شدید جذبۂ محبت کو دیکھئے جو اس کمسن بچے کے دل میں اپنے پیارے امام کے لئے ہے۔ اور جس سے مجبور ہو کر اس بچے نے یہ خط لکھا ہے۔

اس ایک بچے پر ہی بس نہیں کئی بچوں کی طرف سے اس قسم کے خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے (باقی صفحہ ۸ پر)

قسط نمبر ۲

متحدہ ہندوستان میں مسیحیت اور اُس کا دفاع

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بمبئی

مسیح کی لعنتی موت

مسیحیوں کی ناقابل فہم باتوں میں جناب مسیح کی لعنتی موت کا مسئلہ بھی ہے۔ اگر واقعی یسوع مسیح کوئی نیکوکار و بلند کردار آدمی تھے اور وہ کسی نیک مقصد کے لئے تختۂ صلیب پر چڑھائے گئے تو ان کی موت لعنتی موت نہیں بلکہ موت شہادت ہونی چاہئے۔ جس طرح ہر ایسی بزرگ ہستی کی ایسی موت شہادت کہلاتی ہے۔ مگر مسیحی علما نے منطق و فکر سے جنگ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ مسیح کی موت لعنت کی موت تھی مسیح پر پھبتے تو اس جگہ ان لوگوں کو جو یسوع مسیح کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں سخت اشتعال آجاتا ہے۔ دنیا کی وحشی سے وحشی اور ذلیل سے ذلیل۔۔۔ ذلیل قوم بھی اپنے مصلح و پیشوا کی موت کو لعنت کی موت نہیں کہتی۔ خود مسیحیوں کے نزدیک جو حواری یا غیر حواری اشاعت مسیحیت کی راہ میں مارے گئے وہ شہید ہیں۔ پطرس یعقوب اور جسٹن کی شہادت کا ذکر بار بار مسیحی کی کتب میں آتا ہے مگر کسی حواری کی شہادت تھا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے مگر یسوع مسیح جو ان تمام شہداء کے مصلح و پیشوا تھے اور جو نہایت بیدردی سے صلیب پر چڑھائے گئے۔ مسیحیوں کے نزدیک ان کی موت لعنت کی موت ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ مذہبی عقیدہ سے کی توہین ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی تائید میں کوئی منطقی دلیل بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

حضرت مسیح کا جی اُٹھنا

مسیحی خصوصیات میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ جناب مسیح کو تختۂ صلیب سے اتار کر زمین میں دفن کرتے ہیں۔ اور پھر تیسرے دن زندہ کرکے آسمان کی طرف اُڑا دیتے ہیں۔ اس خیال پر تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں مشہور مسلمان سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں ہندو جوگیوں کی بعض چشمدید روحانی طاقتیں بیان کی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک دن اس کو سلطان محمد تغلق نے ہندو جوگیوں کے کرتب دکھائے۔ وہ جوگی آئے۔ ان میں سے ایک دیکھتے ہی دیکھتے ہوا میں اُڑ گیا اور کچھ دور فضا میں جاکر ٹھہر گیا دوسرا جوگی جو زمین پر تھا۔ اس نے اسے زمین پر آنے کو کہا۔ مگر وہ نہ آیا۔ تو اس نے اپنے کھڑاوں ہوا میں اُڑا دیئے اور اس معلق جوگی کو ضربیں لگانا شروع کردی۔ یہ ایک ثقہ آدمی کی روایت ہے اور ہندوستان کے جلیل القدر فرمانروا سلطان محمد تغلق کے سامنے کی بات ہے۔ اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے لیکن اگر آج ایسے جوگیوں کے معتقدین سے پوچھا جائے کہ کیا کسی کے نجات دہندہ ہونے کا ایسی ہی کرامات پر انحصار ہے۔ تو وہ اس کا نفی میں جواب دے گا۔ جہاں تک عقل اور ریاضیات و طبیعیات کے قانون کا تعلق ہے۔ ہم ابن بطوطہ کا بیان بھی تسلیم نہیں کرسکتے۔ لیکن جب علم توجہ کے حیرت انگیز کارنامے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایک مسمرائزر اپنی باطنی قوت سے انسان کی طاقت نظارہ پر ایسا اثر ڈال سکتا ہے۔ مسلمان صوفیاء کے خوارق و کرامات میں اس سے زیادہ حیرت انگیز کارنامے دکھائے گئے ہیں۔ اور آج تو اس علم کا یہ حال ہے کہ ہر چھوٹے بڑے شہر کے فٹ پاتھ پر ہم کو ایسے عامل نظر آتے ہیں جو اپنے معمول کی آواز کسی درخت کی اونچی شاخ، کسی مکان کی اونچی چھت یا کسی ٹیکری کی اونچی چوٹی سے سناتے ہیں۔ اور پھر اس کو اپنے پٹارے سے نکال کے دکھا دیتے ہیں۔ جناب مسیح کا تین دنوں تک مرنا۔ پھر جینا اور پھر آسمان پر اُٹھ جانا۔ اسی قسم کا کوئی شعبدہ ہوسکتا ہے۔ اس کا ایک نجات دہندہ انسان کے کردار سے کیا تعلق؟

پھر یسوع مسیح کا دوبارہ آسمان کی نجات کے لئے آسمان سے اترنا۔ شاید اس عقیدہ کے حامل یہ بھول گئے کہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔ وہ مسیح جس نے اپنی زندگی میں ایسی خام طبعی و ناتجربہ کاری دکھائی کہ تینتیس سال ہی کی عمر میں گرفتار ہوکر خود مسیحی عقیدہ کے مطابق لعنت کی موت پائی۔ وہ دوبارہ دنیا میں آکر ہمیں نجات کا کیا راستہ دکھائیں گے۔

انجیل

عبرانی زبان میں انجیل کے معنے بشارت و خوشخبری کے ہیں۔ دنیا میں ہزاروں نجات دہندہ آچکے ہیں۔ اور ان سبھوں کے ظہور کی خبر مژدہ و بشارت ہی کہی جاتی ہے مگر مسیحی علماء نے یسوع مسیح کو بنی نوع انسان کا جیسا نجات دہندہ بتایا ہے۔ اس کی نظیر کسی دوسرے بزرگ کی سیرت و سوانح میں نہیں ملتی۔ مسیحیوں کی اعجوبہ پرستی کے باعث دنیا میں ان کی شخصیت ایک انوکھی اور بے میل سی ہوکر رہ گئی ہے۔ یہ کتنی سیدھی سادی بات ہے کہ جناب یسوع مسیح نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور اصل تعلیمات کے ذریعہ دنیا کو راہِ نجات دکھائی۔ خود مسیحی عقیدے کے مطابق آدم سے لے کر یوحنا نبی تک تمام انبیاء اور رسل اسی طرح آدم زادوں کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں مگر یسوع مسیح کو جیسا نجات دہندہ بتایا جاتا ہے۔ وہ اس مروجہ اور سیدھے سادے طریق کے بالکل خلاف ہے۔ مسیحی یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے دوسروں کو گناہ و عذاب سے رستگاری دلانے کے لئے خود اپنے کو صلیبی موت کے حوالے کردیا۔ اگر فی الحقیقت حضرت مسیح نے ایسا ہی کیا جیسا کہ مسیحی بیان کرتے ہیں تو اس سے ہم صرف اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک کمزور دل۔ پست ہمت اور معمولی حیثیت کا انسان تھا۔ اس واقعہ کو ہم بابر اور ہمایوں جیسے باپ بیٹے کا واقعہ بھی قرار نہیں دے سکتے۔

بعض مورخ لکھتے ہیں کہ جب ہمایوں بیمار ہوا اور اس کی زندگی کی آس نہ رہی تو شفقت پدری جوش میں آئی۔ اور بابر نے ایک خدا رسیدہ فقیر کے اشارے پر ہمایوں کو اپنی زندگی کے باقی دن دے دیئے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو بے شک یہ شفقت پدری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ یسوع مسیح کی صلیبی موت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس موت کو تو ہم اس عورت کی نفرت انگیز حرکت سے تشبیہہ دے سکتے ہیں جو اپنے شوہر اور اولاد کو دشمنوں کے جنگل میں دیکھ کر ان کو بچانے کی فکر کرنے کی بجائے خود کنوئیں میں کود پڑتی ہے جس سے نہ اس کی اولاد کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ اس کی ذات کو بلکہ وہ ننگ ہنسائی کے سبب دنیا میں اپنا نام چھوڑ جاتی ہے۔

زوالِ مسیحیت کا تین سو سالہ دور

مسیحی روایات کے مطابق جناب یسوع مسیح تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے اگر ہم اس روایت پر تاریخ مسیحیت کی روشنی میں غور کریں تو عجیب صورت امر انکشاف سامنے آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح کو تین دنوں تک بیہوش رکھ کے تاریخ مسیحیت کے تین سو سالہ زوال یا غشی کے دوروں کی خبر دی ہے۔

جناب مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا اور پھر زندہ اتارا جانا ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس میں ہم احمدیوں کے لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تاریخی واقعہ کے تمام پہلوؤں پر کچھ ایسی سیر حاصل بحث کی ہے کہ مسیحیوں کا یہ علم اب حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچ چکا ہے۔ لیکن جناب مسیح کا صلیب سے اتر کر تیسرے دن ہوش میں آنا بھی بے معنی نہیں۔ اس میں بھی تاریخ مسیحیت کا کوئی راز پوشیدہ ہے۔ اور جب ہم مسیحی تاریخ کے عروج و زوال کی پوری تاریخ پڑھتے ہیں تو یہ راز خود بخود آشکارا ہوجاتا ہے۔

پہلا تین سو سالہ دور

قرآنی شہادت کے مطابق واقعۂ صلیب کے بعد جناب یسوع مسیح کے ماننے والے ۳۰۹ سالوں تک جور و تشدد کے شکار رہے۔ رومی بادشاہ انہیں رومہ کے ظلم و ستم کی چکی میں پیستے۔ انہیں ذبح کردینا یا صلیب پر میخیں ٹھونک کے مار دینا عام سی بات تھی۔ کہتے ہیں کہ انہیں گاڑی کے پہیوں میں کچلا گیا۔ درندوں سے لڑایا گیا۔ زندہ آگ میں جلایا گیا۔ اور پتھر کے دو پاٹوں میں رکھ کر پیسا گیا۔ رومی بادشاہوں کی اس سخت گیری کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۳۰۹ سالوں تک تحریک مسیحیت رومی سلطنت کے اندر موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہی۔ اس عرصہ میں کئی بار ان پر ایسی سختیاں ہوئیں کہ مسیحیوں کا روئے زمین پر رہنا دوبھر ہوگیا۔ اور وہ اپنے ایمان و جان کی حفاظت کے لئے پہاڑ کے کھووں اور زمین کے غاروں میں چھپنے پر مجبور ہوئے۔

اس ظلم کی ابتداء "ہیرودس" کے زمانے میں یروشلم کے علاقہ سے ہوئی۔ اس کے بعد شہر روم اور پھر تمام رومی سلطنت میں مسیحیوں کے خلاف دار و گیر کی مہم چلی۔ "نیرو" قیصر روم جو حواریوں کا ہم عصر تھا۔ اس کا عہد حکومت مسیحیوں کے لئے سخت مظلومیت مایوسی اور پریشانی کا زمانہ تھا۔ پھر جب "دقیانوس" تخت روم پر بیٹھا تو مسیحیوں کی مظلومی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس نے اپنے پورے قلمرو میں تحریک مسیحیت کے خلاف قانون قرار دیا۔ اور مسیحی عقائد کے ماننے پر سزائے موت کے قانون کا اعلان کیا۔ "دقیانوس" نے صرف تین سال حکومت کی ہے لیکن وہ انہیں تین سالوں میں ایسا انتظام کرگیا کہ رومی سلطنت میں مسیحیوں کے لئے بود و باش ایک مستقل عذاب بن جائے۔

مسیحیوں کو ان مصائب سے نجات تین سو سالوں کے بعد "گالیس" قیصر روم کے زمانے میں ملی۔ اس نے ۳۱۱ء میں مسیحیوں کے خلاف جو قوانین نافذ تھے وہ منسوخ کئے اور ان کو رومی سلطنت میں اور شہریوں کی طرح رہنے کا حق دیا۔ یہ مسیحیت کی مظلومی کا پہلا دور تھا۔

اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس دور کی ابتداء واقعۂ صلیب سے ہوتی ہے۔ اور انتہا ۳۱۱ء میں۔ وہاں کہا گیا تھا کہ مسیح تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے۔ یہاں کہا جاسکتا ہے کہ تحریک مسیحیت تیسری صدی کے اختتام پر

موت کے گڑھے سے نکل کر زندگی کے میدان میں آگئی۔

دوسرا تین سو سالہ دور اس کے بعد یہ تحریک دن بدن پھلتی پھولتی گئی۔ حتیٰ کہ ۳۲۳ء میں قسطنطین اعظم سلسلہ مسیحی میں داخل ہوا۔ اور اب روم میں مسیحیوں کا بول بالا ہوگیا۔ مسیحیت کی یہ ترقی ساتویں صدی عیسوی کے نصف تک اوج شباب پر رہی۔ لیکن جب ۶۱۱ء میں کوہِ فاران پر وہ آفتابِ عالم تاب چمکا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس دن سے مسیحی ستاروں کی روشنی مدھم پڑنے لگی۔ اور پھر جب شیخین کا زمانہ آیا تو گویا اُن پر شکست و زوال کی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ اس طرح بلندی سے پستی کی طرف لڑھکائے گئے کہ پھر تین صدیوں تک انہیں ہوش نہ آیا۔ وہ روم سے نکل کر مغربی یورپ میں پناہ گزین ہوئے اور جہالت و وحشت کی زندگی گذارنے لگے۔ یہ مسیحیت کی فتح کا دوسرا تین سو سالہ دور تھا۔

اس عرصہ میں اسلامی حکومت میں بڑے بڑے تغیرات رونما ہوئے۔ جمل اور صفین کی لڑائیاں ہوئیں۔ "بنو امیہ" کو ذلیل و پامال کر کے بنو عباس نے ان کی جگہ لی۔ مگر شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں تحریکِ مسیحیت کو جو زخم لگا تھا وہ مندمل نہ ہوسکا اور مسیحی لگ بھگ تین سو سال تک اس زخم کی ٹیس سے کراہتے رہے۔ اور معلوم نہیں کہ کب تک اس زخم کے صدمہ سے تڑپتے رہتے۔ لیکن ہجرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے ۲۶۰ - ۲۷۰ برس بعد ایک مرتبہ خود مسلمانوں نے ان کو سنبھلنے کا موقعہ دیا۔ اسپین اور بغداد کے مسلمان حکمرانوں نے ایک دوسرے کے خلاف پاپائے روم اور "بازنطینی" حکومت سے ساز باز کی۔ مسلمانوں کی اس باہمی منافرت سے پھر مسیحیوں کو کچھ دنوں کے لئے سر اُٹھانے کا موقعہ مل گیا۔ انہوں نے اپنے جتھے اکٹھے کئے۔ اور اسلامی علاقوں پر چھاپے مار کے یروشلم کے آس پاس کچھ فتوحات حاصل کرلیں۔ اسی طرح ابھی تیسری صدی ہجری کے اخیر میں اس قوم نے اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ گویا جناب مسیح تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے۔ لیکن زندگی کی یہ مدت بہت مختصر ثابت ہوئی۔ اور تھوڑے ہی دنوں بعد مسیحیوں پر پھر وہی تین سو سالہ غشی کا دورہ پڑ گیا۔

تیسرا تین سو سالہ دور اس کی صورت یہ ہوئی کہ بنو عباس کی تباہی کے بعد مسلمانوں کی قیادت سلاطین آلِ عثمان کے ہاتھ آگئی۔ اس "دولت عثمانیہ" کے برسرِ اقتدار آتے ہی پھر کچھ دنیا پر مسلمانوں کا وہی رعب و دبدبہ قائم ہوگیا اور گویا بادشاہوں میں "سلطان محمد فاتح" اور "سلیمان اعظم" کا زمانہ تو انتہائی عظمت و شوکت کا زمانہ کہلاتا ہے۔ ان دنوں مسلمانوں کے مقابل مسیحیوں کی وہی حیثیت تھی جو شیر کے آگے بکری کی ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں ایک وقت بھی آیا کہ ترک فوج فتح و ظفر کا ڈنکا بجاتی ہوئی فرانس تک پہنچ گئی۔ ترک نوجوان لگ بھگ تین سو سال تک یورپ کے کئی ملکوں میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ اور جو ممالک ان کی ترکتازیوں سے محفوظ رہے ان میں بھی یہ سکت نہ تھی کہ ان کی نظر سے نظر ملائے۔ یہ مسیحیت کے زوال کا تیسرا تین سو سالہ دور تھا۔ اس کے بعد پھر نوشتۂ تقدیر پورا ہونے والا تھا۔ اور مسیحیت پھر زندگی کی سانس لینے والی تھی۔

یوں تو سلطنت ترکی میں آثار زوال "سلطان سلیمان اعظم" کے بعد ہی نمودار ہوگئے تھے۔ لیکن مصطفیٰ دوم کے عہد میں ترکوں کا رُعب بالکل جاتا رہا۔ اور مسیحی قومیں نہایت دلیری سے ان پر حملے کرنے لگیں۔ یہ مسیحیوں کی نشأۃ ثانیہ تھی یعنی تیسری نئی زندگی۔ اس دن یعنی سترھویں صدی عیسوی سے مسیحیوں نے ترقی کی طرف جو قدم اُٹھایا ہے۔ اس میں ابھی تک کوئی نمایاں فرق نہیں آیا۔ البتہ ہم احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اب مسیحیت پر چوتھی تین سو سالہ موت کی کیفیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ طاری ہونے والی ہے۔

چوتھا تین سو سالہ دور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت موعود علیہ السلام کی بعثت عمر دنیا کے ہفت ہزاری دور کی پہلی صدی میں ہوئی ہے۔ اسماعیلیوں کی اصطلاح میں آپ ناطق سابع ہیں۔ آپ کی بعثت کے بعد عمر دنیا میں صرف ایک ہزار سال رہ جاتے ہیں۔ اس کے بعد قیامت آنے والی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس سے قیامت کبریٰ ہی مراد لی جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں کوئی قیامت خیز انقلاب آجائے۔ اس ایک ہزار سال کے عرصہ میں تین عظیم واقعات کا رونما ہونا ضروری ہے۔ احمدیت کا غلبہ۔ مسیحیت کی موت۔ پھر اس کی زندگی یا نشأۃ ثانیہ۔

تقدیر الٰہی کے ماتحت سولہویں صدی ہجری تک مسیحیت پر احمدیت کا مکمل غلبہ و استیلا ہونا چاہیئے۔ اس غلبہ و فوقیت کی مدت بھی کم سے کم تین سو سالہ ہوگی اتنے عرصہ تک مسیحیت جو محض ایک نقطہ کے مسالہ میں ہوگی پھر حکم خداوندی سے اس مرغ بے پر کے بال و پر نکل آنے لگے اور پھر تثلیث و کفارہ کا غلغلہ بلند ہونے لگے گا۔ اس وقت دوبارہ حضرت مسیح کا جلالی رنگ میں نزول ہوگا۔ اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ میرے اس خیال کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی تحریریں ہیں خصوصاً "تحفۂ گولڑویہ" اور "آئینہ کمالات اسلام" کی اس عبارت پر ہے جس میں آپ نے اپنے بعد دوبارہ ایک جلالی مسیح کے نزول کی خبر دی ہے اور اس کو ایک دقیقۂ معرفت قرار دیا ہے۔

یہ تو تحریک مسیحیت کے عالمگیر عروج و زوال کا ایک مرقع ہے۔ یوں اگر جزوی طور پر دیکھا جائے تو ایک مرتبہ ہندوستان میں بھی یہ تحریک شکست و زوال کے اس تین سو سالہ دور سے گذر چکی ہے۔ پرتگیزی مسیحیوں نے پورے ایک سو سال تک اہل ہند کو بپتسمہ دینے کی کوشش کی مگر ناکامی و بدنامی کے سوا اور کچھ ان کے حصہ میں نہیں آیا۔ ہندوستان میں اس کے بعد بھی مسیحی چرچ کے ماننے والے رہے۔ مگر وہ ۱۸۱۳ء تک گوشۂ گمنامی میں پڑے رہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارکن بھی ڈھائی سو سال تک ہندوستان میں مسیحیت کی تبلیغ کرنے سے کتراتے رہے۔ یہاں اتنے دنوں تک خود انگلستان کی طرف سے کسی پادری کو تبلیغ مسیحیت کے لئے آنے کی اجازت نہیں ملی۔ سب سے پہلے مسٹر چارلس گرانٹ نے ۱۸۱۳ء میں پارلیمنٹ انگلستان سے ہندوستان میں پروٹسٹنٹ عقائد کی تبلیغ کی منظوری حاصل کی۔ اور اس کے بعد مسیحی مناد ہندوستان آنے لگے۔ گویا اس دن پھر جناب یسوع مسیح زندہ ہوکر ساکنان ہند کے سامنے آگئے۔ یہ اور بات ہے کہ مسیحیت کی یہ نشأۃ ثانیہ حضرت مسیح کی راہ سے انحراف کا ایک ذریعہ ثابت ہوئی۔ اور اس دور میں ان کا پیغام اور بھی مسخ شدہ صورت میں پیش کیا گیا۔

دعاؤں کے دن اور دعاؤں کی راتیں

(بقیہ صفحہ ۶)

اخلاص اور ایمان میں بے انتہا برکت دے۔ آمین۔

ادھر یہ تحریک ہوئی اور ادھر اس کی تائید میں بہت سے دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسے خواب دکھا دیئے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی یہ تحریک بہت مبارک ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

نہ صرف یہ بلکہ بعض اصحاب کی طرف سے ایسے خواب بھی موصول ہوئے ہیں جو انہوں نے کئی سال قبل دیکھے۔ اُن میں سے بعض الفضل میں شائع ہو چکے ہیں چنانچہ ایسا ایک خواب ۶ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کے الفضل میں محترم پروفیسر عطاء الرحمن صاحب ایم۔ اے۔ ایس۔ سی بھیرہ کی طرف سے شائع ہوا۔

"کافی عرصہ ہوا خاکسار نے خواب دیکھا کہ
چاند کو گرہن لگا ہوا ہے ہم سب لوگ بہت
غمگین ہیں۔ اچانک ہمیں کہا گیا کہ درود
شریف پڑھو ہم نے درود شریف پڑھنا
شروع کیا تو آہستہ آہستہ چاند کی سیاہی
دور ہونی شروع ہوگئی۔ صبح اُٹھتے ہی سب
سے پہلے خیال جو دماغ میں آیا۔ وہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تھا ؎

کرون گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اللہ تعالیٰ ہماری غفلتوں اور سستیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک احمدی کو توفیق دے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے دن رات ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مصروف رہے اور نوافل اور صدقات کی طرف متوجہ رہے اور اللہ تعالیٰ ان عاجز بندوں کی مخلصانہ کوشش کو ثمر آور کرے اور جلد وہ دن لائے جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کامل صحت کیساتھ پھر ہمارے درمیان رونق افروز ہوں۔ اور دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ آمین۔

یہ تحریک اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے گرانقدر ثمرات کی حامل اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بابرکت ثابت ہوگی یہ ہماری اپنی تربیت کیلئے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس مبارک تحریک کے نتیجہ میں جماعت کے ہر مخلص فرد کو ذکر الٰہی، دعاؤں اور نوافل کی طرف توجہ پیدا ہوگئی ہے سب تحریک جو کہ اواخر میں ہوئی تھی کہ اگست کے مہینے میں یہ دعائیں کی جائیں مگر اکثر و بیشتر احباب کی طرف سے خطوط موصول ہوئے ہیں کہ انہوں نے پہلے دن سے ہی اس پر عمل شروع کر دیا ہے جس سے ایک طرف تو چوبیس گھنٹوں میں ہر وقت زبان پر درود شریف اور ذکر الٰہی جاری ہے۔ دوسری طرف اسکی وجہ سے دلوں کی میل دھلتی جا رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر رہی ہے اسکے ساتھ ہی اس تحریک کا ایک یہ بھی اثر ہوگا کہ اتنے لمبے عرصہ تک متواتر اور مسلسل درود شریف ذکر الٰہی اور دعاؤں کا یہ شغف انشاء اللہ مستقل طور پر ہر مخلص احمدی کے دل میں اس تحریک میں شامل ہے درود شریف یاد الٰہی اور حضور ایدہ اللہ نیز اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کرنے کا ذوق شوق پیدا کر دیگا جو انشاء اللہ تعالیٰ تزکیہ نفوس اور تطہیر قلوب نیز اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں اور رحمتوں کو کھینچنے کا باعث ہوگا۔ اور ہمارے دلوں میں ایک نیک تغیر پیدا کر دیگا۔ اس تحریک میں شمولیت کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ ہزار سے زائد دوستوں کے نام موصول ہو چکے ہیں انکے علاوہ بہت سے ایسے دوست بھی ہیں جو اپنی جسمانی کمزوریوں یا کسی اور وجہ سے اس تحریک میں باقاعدہ شریک نہیں ہوئے لیکن وہ بھی ان دعاؤں میں شب و روز مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس تحریک کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ کیلئے بہت ہی بابرکت ثابت کرے۔ آمین

شری کرشن اور آپ کی دوبارہ آمد (بقیہ صفحہ ۲)

کیونکہ اس سے شری کرشن جی کی ذات پر اور آپ کے خدا پر وعدہ خلافی کا بڑا حرف آتا ہے۔ جو دونوں کی شان کے سخت خلاف ہے ــــ تو کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ یہ سب نا سمجھ دنیا کی عقل کا پھیر ہے ورنہ وہ خدا جس کا پیدا کردہ سورج کروڑوں کروڑ سال سے ٹھیک وقت پر طلوع کرتا اور غروب ہوتا ہے۔ جس کے نظام میں ذرا سا بھی تخلف نہیں ہوتا ناممکن ہے کہ روحانی پہلو سے ایسا تخلف وقوع پذیر ہو ــــ!!

یہ عجیب بات ہے کہ جب دنیا کی آبادی بڑھی اور ذرائع آمد و رفت میں ترقی ہوئی، تو ایک براعظم کے لوگ دوسرے براعظموں میں بسہولت پہنچنے لگے۔ میل ملاپ بڑھا۔ اور اب تو محیر العقول سائنسی ترقیات کے نتیجہ میں سچ مچ دنیا ایک شہر اور محلہ کی طرح ہو چکی ہے۔ دنیا اس واضح حقیقت کو تسلیم کرنے میں کسی قسم کا پس و پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن جونہی اس کے سامنے اسی نہج پر روحانی صورت حال آتی ہے جھٹ سے پہلو بدل لیتی ہے۔ حالانکہ جس صورت میں کہ ساری دنیا اب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو رہی ہے۔ اس پُر آشوب آخری زمانہ میں روحانی قدروں کو اجاگر کرنے والے کی آمد کی جو خبریں ہر مذہب میں الگ الگ پائی جاتی ہیں۔ اگر ان سب کو یکجائی طور پر دیکھا جائے تو اس واضح حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ روحانی اصلاح کے لئے بھی ایک ہی مصلح کا ہونا ضروری ہے۔ تا وہ دنیا جو اپنی مادی ترقی کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو رہی ہے۔ روحانی پہلو سے بھی ایک ہی راہنما کے تحت اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھے اور اس طرح اس مقدس وجود کے ذریعہ صدہا قسم کے تفرقے دُور ہو کر ایک ایسے عالمگیر اتحاد کی بنیاد پڑے جس کے لئے دنیا دیر سے ترس رہی ہے۔

چاہے کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہی ہے کہ خدا کے وعدے سچے تھے۔ اُس کے مقدس برگزیدہ بندوں کی دی ہوئی خبریں برحق تھیں۔ وعدہ کے موافق اس زمانہ کا روحانی مصلح آ چکا اور اُس کے ذریعہ دنیا کی روحانی اصلاح کا کام جاری ہو گیا۔ دنیا کی تمام اقوام کا وہ ایک ہی موعود ہے۔ کیونکہ دنیا بڑی تیزی کے ساتھ ایک ہی نقطہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اُس ایک ہی وجود میں سبھی اقوام اپنے اپنے موعود کا چہرہ دیکھ سکتی ہیں۔ ہاں اُسکو دیکھنے کے لئے اپنے اندر روحانی آنکھ کی ضرورت ہے دلائل اور معقولیت کے طریق پر اس کی باتوں کی جانچ پڑتال لازمی ہے۔

سو سمجھو طمو! خوشخبری ہو کہ اس زمانہ کے برحق مصلح سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جو ٹھیک وقت پر خدا تعالے کی طرف سے بھیجے گئے آپ ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان کی مقدس بستی میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۹۰ء میں دعوےٰ فرمایا۔ آپ ہی تمام اقوام عالم کے موعود ہیں۔ جن کا پیغام کسی ایک قوم سے مخصوص نہیں بلکہ سب دنیا کی قوموں کی اصلاح کے لئے آپ کو مامور کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھیجے جانے کی غرض بیان کرتے ہوئے اعلان فرمایا:۔

> "میرا اس زمانہ میں خدا تعالے کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں ...... میں اُن گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے .... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا"

آپ نے فرمایا:۔

> "راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس کی تعلیم کو سمجھنے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پُر اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے"۔ سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔
>
> اور اس جگہ ایک راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں (یعنی پاپ کا نشٹ کرنے والا اور غریبوں کی دلجوئی کرنے والا اور ان کو پالنے والا) یہی صفات مسیح موعود کے لئے ہیں۔ گویا روحانیت کی رو سے کرشن اور مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں تغایر ہے"

(لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء)

پس مبارک ہے وہ انسان جو دنیا کے چاروں کونوں کی ایسی ایمان بخش روح پرور باتوں کو تدبر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی زبانی دی گئی خبروں کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ ایک ایسے عالمگیر اتحاد کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے جس کی اسوقت دنیا کو بڑی ضرورت ہے!! والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

"کرشن کے حضور میں"

اخبار پرتاپ جالندھر کے جنم اشٹمی نمبر مجریہ ۱۱ء ۶۳ کے پہلے صفحہ پر سری کرشن کی نمایاں تصویر کے نیچے پرتاپ کے شاعر ماہر نانوتوی کی جو نظم شائع ہوئی احباب کی دلچسپی کے لئے اس کا ایک حصہ پیشِ خدمت ہے۔ اسی سلسلہ میں ہمارا تفصیلی نوٹ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جاتے (ایڈیٹر بدر)

ظلم کا سکہ رواں ہے چار سُو ۔۔۔ شورِ فریاد و فغاں ہے چار سو
اس رعنعت ہو چکا ہے جابجا ۔۔۔ اِک قیامت سی بپا ہے جابجا
کوئی بھی ایمان کا والی نہیں ۔۔۔ کوئی بھی اس باغ کا مالی نہیں
اختتامِ علم و دیں ہونے کو ہے ۔۔۔ یہ سفینہ تہہ نشیں ہونے کو ہے
آسرا کوئی اسے درکار ہے ۔۔۔ قوم اِک گرتی ہوئی دیوار ہے
قوم ہے اِک سینہ برمایا ہوا! ۔۔۔ قوم ہے اِک پھول مُرجھایا ہوا۔
قوم اِک لُٹتا ہوا گنجینہ ہے ۔۔۔ قوم اِک سنگ آشنا آئینہ ہے
تختۂ مشقِ ناوکِ بیداد ہے ۔۔۔ قوم تصویرِ دلِ برباد ہے
آب داری اس کی اب مفقود ہے ۔۔۔ قوم گویا تیغِ زنگ آلود ہے
سلطنت ہے کُفر کی چاروں طرف ۔۔۔ چھا رہی ہے تیرگی چاروں طرف
اس مصیبت اس پریشانی میں آ ۔۔۔ پھر دوبارہ شکلِ انسانی میں آ
پھر انیسِ اہلِ عالم بن کے آ ۔۔۔ پھر سبھی زخموں کا مرہم بن کے آ
پھر برس بن کر سحابِ معرفت ۔۔۔ پھر پلا سب کو شرابِ معرفت

(پرتاپ جالندھر جنم اشٹمی نمبر ۱۱ء ۶۳)

ولادتیں

قادیان (۱) مورخہ ۸ء ۶۳ کو مکرم چوہدری منور علی صاحب درویش فوٹو گرافر قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی (۲) مورخہ ۱۲ء ۶۳ کو مکرمی ماسٹر منظور احمد صاحب درویش کو اللہ تعالے نے لڑکا عطا فرمایا مبارک احمد نام رکھا گیا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے ہر دو مولودین کو نیک صالح بنائے اور عمر دراز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہوں اور خدمت کا موجب ہوں۔ (ایڈیٹر)

معلومات عامہ

نیشنل کیڈٹ کور کی لازمی تربیت

قابل فوجی افسروں کے ریزرو قائم کرنے کا ذریعہ

نئی دہلی ۱۴ راگست۔ گذشتہ شام آل انڈیا ریڈیو کے دہلی اسٹیشن سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے وزیر دفاع شری وائی بی چوہان نے کہا کہ نیشنل کیڈٹ کور کا اصل مقصد دفاعی افواج کے لئے قابل افسران کا ریزرو قائم کرنا ہے۔ انہوں نے اس امید کا اظہار بھی کیا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم صحت مند طلباء کے لئے یوم آزادی کے موقعہ پر لازمی فوجی تربیت کی جو اسکیم شروع کی جارہی ہے۔ وہ بھی ممد و معاون ثابت ہوگی۔

آپ نے کہا: "میں آج رات آپ سے ایک ایسے اہم فیصلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس کو رسمی طور پر یوم آزادی کی سالگرہ کے دن لاگو کیا جا رہا ہے۔ اس کا تعلق ہندوستان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں زیر تعلیم تمام صحت مند طالب علموں سے ہے، جو نیشنل کیڈٹ کور کی لازمی تربیت حاصل کر رہے ہوں گے۔ اس اسکیم کے تحت پوسٹ گریجوایٹ طالب علم اور دیگر ملکوں سے پڑھنے کی غرض سے ہندوستان میں آئے ہوئے طالب علم نہیں آتے۔

متفقہ فیصلہ

"میں آپ کا ذہن اس سال فروری کے مہینے میں کئے گئے اس فیصلہ کی طرف مبذول کراتا ہوں جبکہ یونیورسٹی کے طالب علموں کے لئے نیشنل کیڈٹ کور کی لازمی تربیت کی اسکیم کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ ۸ر فروری کو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں نے بمبئی میں انٹر یونیورسٹی بورڈ کی ایک نشست میں متفقہ طور پر یہ طے کیا تھا کہ تمام صحت مند انڈر گریجوایٹوں کو لازمی فوجی تربیت دی جائے۔ بہت سے وائس چانسلروں کی یہ بھی رائے تھی کہ یہ تربیتی سہولتیں طالبات کو بھی دینی چاہئیں۔ حکومت ہند نے وائس چانسلروں کی ان سفارشات کو خوش آمدید کہا۔ اور نیشنل کیڈٹ کور کے ڈائرکٹر جنرل سے ایک اسکیم مرتب کرنے کے لئے کہا گیا۔ ریاستی وزرائے اعلیٰ نے بھی اس تجویز کی پوری پوری حمایت کی اور ان میں سے کچھ نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ یہ اسکیم ہائی سکول کے طالب علموں کے لئے بھی ہونی چاہیئے۔"

"بالآخر یہ طے پایا کہ ابتداءً مرحلے میں یہ اسکیم کالج کی سطح پر لاگو ہونی چاہیئے۔ اور جب وسائل اجازت دیں تب اسے ثانوی تعلیم کے درجوں پر بھی لاگو کر دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کالجوں میں نیشنل کیڈٹ کور کی تربیت لینے والوں کی تعداد دوگنی سے بھی زیادہ ہو جائے گی یعنی موجودہ ساڑھے چار لاکھ کیڈٹوں سے بڑھ کر دس لاکھ سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔

نیشنل کیڈٹ کور کی اسکیم ایک حیثیت سے فوجی اور ایک حیثیت سے تعلیمی ہے فوجی تو اس لئے کہ یہ فوجی افسروں کی مدد سے فوجی تربیت دیتی ہے اور تعلیمی اس لئے کہ اس سے تمام تعلیمی تربیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم پانے والے کیڈٹوں کی دیکھ بھال ان کے اپنے استادوں کے ذمہ ہوتی ہے جنہیں این سی سی آفیسروں کی حیثیت سے کمیشن دیا جاتا ہے۔

تعلیمی اداروں کے سربراہ اور یونیورسٹیوں کے چانسلر نظم و نسق کے ذمہ وار ہوں گے۔ فی الحقیقت تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں کی حیثیت نیشنل کیڈٹ کور میں آنریری کرنلوں کی سی ہوتی ہے۔ استادوں کی تربیت کل ہند پیمانے پر کامٹی میں واقع آفیسر ٹریننگ اسکول میں اور پوریندر (جہاں استانیاں) میں نیشنل کیڈٹ کور اکیڈمی میں دی جاتی ہے۔ کامٹی کے ٹریننگ اسکول میں بیک وقت ۵۰۰ افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ اس میں کمیشن سے قبل کی ابتدائی تربیت کا کورس اور تربیت یافتہ استادوں کو چھ مہینے کی اعلیٰ تربیت دی جاتی ہے۔

نیشنل کیڈٹ کور کے ڈائرکٹر جنرل کو اسکیم مذکور کی تیاری کے سلسلہ میں صرف چھ مہینے ملے۔ جس کے دوران انہیں اس سال ۱۵ راگست سے شروع کی جانے والی اسکیم کے عمل درآمد سے متعلق بیشتر انتظامی امور اور مسائل کو حل کرنا پڑا ہے

افسروں کی کمی پر قابو

۵ لاکھ مزید کیڈٹوں کی تربیت کے لئے درکار افسروں کی کمی پورا کرنے کے لئے سابق فوجی افسروں اور منتخبہ و موزوں این۔ سی۔ سی افسروں کو بلانا پڑا۔ اور ان کو پورے وقت کی ملازمت پر رکھ لیا گیا۔ خصوصی تربیتی کیمپ منظم کئے گئے تاکہ افسروں کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ گذشتہ چند مہینوں میں تین ہزار این۔ سی۔ سی افسروں کو تربیت دی گئی۔

آٹھ ہزار جونیئر کمیشنڈ افسروں اور این۔ سی۔ سی افسر کیڈٹوں کی کمی پر قابو حاصل کرنے کے لئے موزوں سابقہ فوجیوں اور منتخبہ سابق کیڈٹ گریجوایٹوں کو برسر کار لگایا جا رہا ہے۔ سابق کیڈٹوں کے لئے بھارت بھر میں خصوصی تربیتی کیمپوں کو منعقد کیا گیا جن کے ذریعہ اب تک تقریباً تین ہزار سابق کیڈٹوں کو منتخب کیا جا چکا ہے تربیتی ساز و سامان میں رائفل کی ضرورت از حد محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ فوجی رائفلیں فوج کے لئے محفوظ ہوتی ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ این۔ سی۔ سی ڈرل کی ابتداء میں ایسی رائفلیں استعمال کی جائیں جو وزن، نمائش اور توازن میں اصل رائفل کے مطابق ہوں۔ ایسی رائفلوں کی تربیت کا کام زور و شور سے جاری ہے۔ آہستہ آہستہ نقل رائفلوں کی جگہ اصل رائفلوں کا استعمال شروع کرایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یونیفارموں کی فراہمی کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کو حل کرنے کے لئے یہ کام ریاستی حکومتوں میں بانٹ دیا گیا ہے ان میں سے بہت سی ریاستوں نے یونیفارم کا ایک سیٹ مکمل کر لیا ہے۔ اسی طرح سے بوٹوں کی کمی پر بھی قابو پایا جا رہا ہے۔

لیڈرشپ میں تربیت

۱۵ سال گذرے نیشنل کیڈٹ کور کی بنیاد پارلیمنٹ میں ایک ایکٹ پاس کر کے ڈالی گئی تھی۔ اس کے قیام کا مقصد لیڈرشپ کی صفات بڑھانا، سیرت کی تعمیر اور ملازمت و خدمات کے اعلیٰ نظریوں کا فروغ تھا۔ اس کے علاوہ دیش کے دفاع سے دلچسپی پیدا کرنا اور دفاعی افواج کے لئے قابل افسروں کا ایک ریزرو قائم کرنا بھی اس کے اہم مقاصد میں شامل تھے۔

گذشتہ دنوں میں طالب علموں اور ان کے والدین و سرپرستوں نے اس اسکیم سے جس دلچسپی اور رغبت کا اظہار کیا۔ اس کی بنیاد پر مجھے یقین ہے کہ نیشنل کیڈٹ کور کی لازمی تربیت سے سرگرمت پورے جوش و خروش سے دلچسپی لی جائے گی۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ دیش میں معمر اور تجربہ کار تامی فوجی دفاع کی کوششوں کے دیگر شعبوں میں مشغول نظر آتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ نوجوانوں پر مشتمل نیشنل کیڈٹ کور از سر نو ملک کے نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کے کاموں کے لئے خود کو وقف کر دے گی تو اس سے نہ صرف ملک کے دفاع میں مدد ملے گی۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں بہترین مدد ملے گی۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں بہترین شہری ملیں گے۔ دفاعی افواج کی خدمات کے خواہش مند افسروں کے لئے یہ گہوارہ ثابت ہوگی جس سے جری اور بہادرانہ ذہنیت کی قیادت حاصل ہوگی جو کہ اپنی سرزمین سے جارحیت کرنے والوں کو پیچھے دھکیلنے اور انہیں شکست دینے کے خیال سے بے حد ضروری ہے۔ دراصل این سی سی کا مقصد بھی یہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ این سی سی کی لازمی تربیت اس مقصد کو پورا کرنے میں بہت مفید ثابت ہوگی۔

(الجمعیۃ دہلی
مورخہ ۱۶/۸/۶۳)

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام (بقیہ صفحہ اوّل)

جو ہیگ (Hague) اور بہت سے دیگر ممتاز احباب نے شرکت کی۔ مڈل ایسٹ براڈکاسٹ کا نمائندہ بھی موجود تھا۔ جس نے میرا انٹرویو ریکارڈ کیا۔ نیز یہاں کی سنٹرل نیوز ایجنسی کا نمائندہ بھی تھا۔ جس نے الگ طور پر میرا انٹرویو لیا۔ نیز قبل ازیں بھی اس مسجد کے میناروں کی خبر فوٹوز کے ساتھ ہیگ اور ایمسٹرڈم کے متعدد اخبارات میں شائع ہو چکی ہے جس سے مسجد کی شہرت میں خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ مزید برآں گذشتہ دنوں ڈچ ریڈیو ریلیجس منٹ کا ایک خاص پروگرام براڈکاسٹ ہوا جس کا عنوان تھا "ہالینڈ میں اسلام" اس پروگرام میں خاکسار کا ایک انٹرویو براڈکاسٹ کیا گیا۔ نیز اس کے علاوہ جماعت کے ایک اور دوست نے بھی اس پروگرام میں حصہ لیا۔ اس براڈکاسٹ کی وجہ سے ایک دفعہ پھر ملک بھر میں ایک نئی حرکت سی پیدا ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حقیر ساعی کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج سے ہمیں بہرہ ور کرے۔ آمین

اعلانِ دعا

نائجیریا افریقہ کے ایک مخلص احمدی دوست محترم فضل دین صاحب کو گھٹنوں میں درد کی شکایت ہے۔ اور بادل اور بارش میں تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔ جملہ بزرگانِ سلسلہ و احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

موصوف نے سلسلہ کی ایک اہم ضرورت کے لئے گرانقدر رقم پیش کر کے اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی جملہ مشکلات اور پریشانیوں کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ کی اہمیت!

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے۔ جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز ادا کرنا۔ جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے اسی طرح قابل مواخذہ ہے۔ جس طرح کہ ایک تارک نماز۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا ہے۔ وہاں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکیدی ارشاد بھی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے۔ وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر قسم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے"

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں ارشاد فرمایا کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے۔ اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ۔ مگر جو کچھ کماؤ اس میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے اگر ہوتا تو یہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو طلب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں"

امید ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے قائمقام دوسرے چندہ جات نہیں ہو سکتے اور اس سے قوم کے یتامیٰ۔ بیوگان اور غرباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں اور ان کے گذارہ کا انتظام مرکز سے کیا جاتا ہے۔

عہدیداران مال اپنے حلقہ کے صاحب نصاب احباب کی زکوٰۃ ملوا کر جلد وصول فرما کر مرکز میں بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے دوستوں کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ جماعتوں کی تنظیم اور بہتر رہنمائی کے لئے کشمیر میں پراونشل نظام قائم کیا گیا ہے۔ اس کے عہدیداروں کی فہرست درج ذیل ہے:-

۱۔ مکرم بابو تاج الدین صاحب پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ کشمیر (سرینگر)
۲۔ ״ بابو غلام رسول صاحب نائب امیر ״ ״ ״ (سوپور)
۳۔ ״ مولوی عبد الواحد صاحب ناشل سیکرٹری تبلیغ ״ ״ ״ (آسنور)
۴۔ ״ عبد السلام صاحب گنائی سیکرٹری مال ״ ״ ״ (رشی نگر)
۵۔ ״ سعید احمد صاحب ڈار سیکرٹری جنرل ״ ״ ״ (آسنور)

یہ پراونشل نظام تب ہی زیادہ مفید اور کامیاب ہو سکتا ہے کہ احباب جماعتہائے احمدیہ و عہدیداران پراونشل نظام کے عہدیداران کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ ان کو اپنی مشکلات اور تکالیف سے آگاہ کریں تاکہ ان کی رہنمائی میں زیادہ جوش اور خلوص کے ساتھ جماعتی فرائض سر انجام دیں۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ احباب و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کشمیر کو پراونشل نظام کے عہدیداران کے ساتھ تعاون کرنے کی پرزور تاکید کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں زیادہ سے زیادہ بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر مؤرخہ ۲۸ ۷/۶۳ سے ۲۸ ۸/۶۳ اور مؤخرہ ۲۸ ۸/۶۳ ختم ہے

نمبر ۱۰۲۹۔ مکرم جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب ایس انڈیا میسور۔ ۲۸ ۷/۶۳ سے
نمبر ۱۰۳۳۔ ״ انچارج صاحب احمدیہ دار التبلیغ الحق بمبئی۔ ۲۸ ۸/۶۳ ״
نمبر ۱۰۴۵۔ ״ ایم بو عبید اللہ صاحب رشید بھوبنیشور ۲۸ ۷/۶۳ ״
نمبر ۱۰۵۰۔ مکرمہ والدہ صاحبہ شاہ شکیل احمد صاحب۔ آرہ بہار ״ ״
نمبر ۱۰۵۳۔ ״ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ کوسمبی اڑیسہ ۲۸ ۸/۶۳ ״
نمبر ۱۰۶۳۔ مکرم جناب محمد اعظم صاحب طالب علم بنگال چیز ڈیہ خورد (دکن) ۲۸ ۷/۶۳ ״
نمبر ۱۰۷۹۔ ״ سید حسام الدین صاحب کوسمبی اڑیسہ ۲۸ ۸/۶۳ ״
نمبر ۱۰۸۰۔ ״ عنایت حسین صاحب پیل بھیت (یو۔پی) ״ ״
نمبر ۱۰۸۲۔ ״ محمد یوسف صاحب بانی کلکتہ ۱۳ ״ ״
نمبر ۱۰۸۹۔ ״ عبد الحمید صاحب محمود اننت ناگ کشمیر ״ ״
نمبر ۱۰۹۹۔ ״ راجہ مظفر الدین صاحب سنبرارہ ״ ״ ״
نمبر ۱۱۱۱۔ ״ خورشید احمد صاحب یادگیر۔ میسور ۲۸ ۷/۶۳ ״
نمبر ۱۱۱۳۔ ״ اے۔ اے۔ چکوڑی صاحب گنڈیکار میسور ۲۸ ۸/۶۳ ״
نمبر ۱۱۱۴۔ ״ ایس۔ کے نیقر محمد صاحب اڑیسہ ״ ״
نمبر ۱۱۲۵۔ ״ انچارج صاحب ستار بھون مرشد آباد ۲۸ ۷/۶۳ ״
نمبر ۱۱۲۹۔ ״ خانصاحب معاصب خان کیرنگ اڑیسہ ״ ״
نمبر ۱۲۱۲۔ ״ جنابہ صفیہ النساء بیگم صاحبہ سوپور کشمیر ۲۸ ۸/۶۳ ״
نمبر ۱۲۱۷۔ ״ جناب ایس۔ او۔ اسلام صاحب پوری اڑیسہ ״ ״
نمبر ۱۲۳۰۔ ״ قاضی حلیم الدین صاحب حل پور کھیڑہ (یو۔پی) ״ ״
نمبر ۱۲۵۵۔ ״ سید محمد زکریا صاحب ایم۔ سی۔ آئی۔ اے سکول لعدرک ״ ״
نمبر ۱۲۶۲۔ ״ مسز ایم۔ ایس مشاد صاحبہ بھوبنیشور ״ ״
نمبر ۱۲۶۸۔ ״ جناب کمال الدین صاحب پٹنہ ״ ״
نمبر ۱۲۸۲۔ ״ جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ آنٹ ڈسپنسری انیل تمکور ۲۸ ۷/۶۳ ״
نمبر ۱۳۲۵۔ ״ جناب حکیم محمد سعید صاحب گورنمنٹ ڈسپنسری گھوتی کشمیر ״ ״
نمبر ۱۳۴۱۔ ״ شیخ عبد العزیز صاحب جنرل مرچنٹ شنکر پور ״ ״

سو مندرجہ بالا احباب اپنی اپنی فہرست میں چندہ بدر مبلغ -/۷ روپے سالانہ کے حساب سے جلد از جلد بھجوا کر مشکور فرمادیں تاکہ اُن کے نام اس قومی اخبار کو (جو کہ ایک قومی آواز کی حیثیت رکھتی ہے اور آجکل کافی مالی مشکلات سے دوچار ہے) جاری رکھا جا سکے۔

امید ہے کہ احباب خود بھی چندہ بھجوا کر اور اپنے زیر اثر احباب میں اس کی خریداری کی تحریک فرما کر اپنی قومی اخبار کو مضبوط بنا کر مشکور و ممنون فرما دیں گے۔

(مینیجر اخبار بدر قادیان)

حصہ جائداد کی ادائیگی کا شکریہ

یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ بعض موصی احباب و خواتین نے مرکز کے ساتھ مخلصانہ تعاون کرتے ہوئے اپنا حصہ جائداد پورا ادا کر دیا ہے اور بعض قسط وار ادائیگی کر رہے ہیں۔ صیغہ ہذا ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے

دوسرے تمام موصیوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر مرکز کی مالی ضروریات کے پیش نظر اپنے اپنے حصہ جائداد کی ادائیگی یکمشت یا قسطوار کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ان کا فرض بھی ادا ہو جائے اور مرکز کو ان کا تعاون بھی حاصل ہو۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

خریداران بدر کے لئے

خریداران بدر کی آگاہی کیلئے تحریر کیا جاتا ہے کہ خریداری کی نئی چٹیں چھپوائی گئی ہیں اگر کسی دوست کا پتہ غلط ہو یا اخبار کے موصول ہونے میں کسی قسم کی دقت ہو تو دفتر بدر کو مطلع فرما کر مشکور فرماویں اور خریداران اپنی اپنی خریداری کا نمبر بھی نوٹ فرمالیں۔ (مینیجر بدر)

خبریں

نئی دہلی ۱۸ راگست - پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ بھارتی ہوائی زیج کی شقوں کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ بھارت سرکار نے یہ اچھی طرح واضح کر دیا تھا کہ محض زیجنی ستی مدد کے لئے غیر ملکی ہوائی جہازوں کی چند ہفتوں کے لئے سہولیت سے بھارت کی اس بنیادی پوزیشن میں کہ ملک کے فضائی دفاع کی ذمہ داری کلیتاً بھارتی ہوائی زیج پر ہے رتی بھر فرق نہیں پڑتا۔ شری نہرو نے اپنے بیان میں روس اور چیکوسلواکیہ کو بھیجے گئے زیجی مشن کا جس کے منہائی شری بیجو پٹنائک کر رہے تھے، بھی ذکر کیا اور کہا کہ اس مشن نے جو تمام رپورٹ دی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے ہوائی دفاع کو مضبوط بنانے کے انتظامات کے لئے اپنی دفاعی پیداوار کے لئے اور دیگر دفاعی ضروریات کے لئے جس ساز و سامان کی ضرورت ہے اس کے ان ممالک سے ملنے کے امکانات روشن ہیں۔ شری نہرو نے امریکہ اور برطانیہ کے ساتھ راڈر کے ساز و سامان کی بھارت کو سپلائی اور مشترکہ ہوائی مشقیں کرنے کے معاہدہ کے بڑے پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان شقوں کا یہ مطلب نہیں کہ امریکہ اور برطانیہ بھارت پر چینی حملہ کی صورت میں کارروائی کرنے کے پابند ہو گئے ہیں۔ اگر حملہ ہوا تو نارمل مفاہمت کے مطابق برطانوی حکومت فی الفور بھارت کے ساتھ مشورہ کرے گی۔ اسی طرح امریکن سرکار بھارت کے ہوائی دفاع میں مزید امداد دینے کے لئے بھارت سرکار کے ساتھ فوری طور پر مشورہ کرے گی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم نے پوری طرح سے واضح کر دیا ہے کہ بھارت کا دفاع جس میں ہوائی دفاع بھی شامل ہے کلیتاً اور مکمل طور پر بھارت سرکار کی ذمہ داری ہے۔ شری نہرو نے اس نکتہ چینی کا بھی ذکر کیا کہ یہ معاہدہ کر کے بھارت ایک طرح سے اپنی بنیادی پالیسی سے پھر رہا ہے اور وہ غیر ملکی جہازوں کو اپنی زمین پر اڈے دے رہا ہے آپ نے کہا میرے لئے اس نکتہ چینی کو سمجھنا مشکل ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ہوائی فوج کے کاریگر اور ٹیکنیکل افراد اس انتہائی پیچیدہ اور جدید ترین ساز و سامان کو بخوبی استعمال کرنے کے قابل ہو جائیں۔ مستقل نصب دیرینہ کی طرف سے امکانی ہوائی حملہ کی صورت میں بھارت کے فضائی دفاع کے سلسلہ میں۔ شری نہرو نے کہا کہ چند ہفتوں تک چند چلتے پھرتے راڈر سٹیشن چالو ہو جائیں گے چار پانچ سال ان کی جگہ مستقل راڈر سٹیشن قائم ہو جائیں گے اور جب مستقل راڈر سٹیشن قائم ہو جائیں گے تو چلتے پھرتے سٹیشن ہٹا دیئے جائیں گے۔ واضح رہے کہ راڈر سٹیشن کسی ہوائی حملہ کی پیشگی اطلاع دے سکتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۶ راگست۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاع شری چوان نے بتایا کہ فوری ضروریات پوری کرنے کے لئے بھارت کے پاس مطلوبہ ہوائی جہاز موجود ہیں۔ انہوں نے وقفہ سوالات کے وقت بتایا کہ ایوردو ۷۴۸ قسم کے طرح کے جہاز کی آزمائشی اڑان کے نتائج کا جائزہ لینے کے بعد بھارت میں کیریبو قسم کا جہاز تیار کرنے کے سوال پر غور کیا جائے گا۔ کینیڈا سرکار نے بھارت سرکار کو کیریبو قسم کے ۱۶ جہاز فروخت کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اگر ضروری ہوا تو حکومت دیگر وسائل سے مزید ایسے جہاز خرید کرے گی۔

نئی دہلی ۱۹ راگست۔ اپوزیشن پارٹیوں نے نہرو سرکار کے خلاف عدم اعتماد کی جس تحریک کا نوٹس دیا تھا آج اس پر تین روزہ بحث شروع ہو گئی۔ بحث کا آغاز آچاریہ کرپلانی نے کیا۔ انہوں نے پردھان منتری شری نہرو اور ان کی وزارت پر لوگوں کو اقتصادی بدحالی کی دلدل میں دھکیلنے اور چینی خطرہ کا سامنا کرنے کے معاملہ میں بددلی پیدا کرنے کا الزام لگایا۔ آچاریہ کرپلانی نے کہا۔ پانچ سالہ منصوبے ناقص طریقہ سے مرتب کئے گئے تھے اور ان پر ناقص ڈھنگ سے عمل ہو رہا ہے۔ میرے لئے ایسی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا بڑے افسوس کی بات ہے جبکہ میرے کئی پرانے ساتھی چلا رہے ہیں۔ یہ ساتھی بیس برس کے تجربہ کار ہیں۔ تاہم فرض اور ضمیر کی پکار زیادہ مقدم ہے۔ آچاریہ کرپلانی نے غیر جانبداری اور عدم وابستگی کی پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ یہ تصور کر لینا غلط ہے کہ یہ ایک اخلاقی اصول ہے اور اس سے انحراف کرنا گناہ ہو گا۔ ان کی ایک گھنٹہ کی تقریر کے دوران میں لوک سبھا کی گیلری یاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔

راولپنڈی ۱۹ راگست۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے سپیکر مولوی تمیز الدین خان آج صبح ڈھاکہ میں وفات پا گئے۔ جہاں وہ ملٹری ہسپتال میں زیر علاج تھے ان کی عمر اس وقت ۷۴ برس کی تھی۔ صدر ایوب نے بیگم تمیز الدین خان کے نام ایک تعزیتی پیغام میں کہا کہ ان کی وفات ایک زبردست قومی نقصان ہے۔ مولوی تمیز الدین خان نے کلکتہ میں تعلیم پائی اور پھر فرید پور میں وکالت شروع کی۔ وہ خلافت تحریک میں ایک سال قید رہے۔ آج ریڈیو پاکستان نے ان کی وفات پر سارا پروگرام بدل دیا اور اس کے تمام سٹیشنوں سے قرآن خوانی ہوتی رہی۔

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

قادیان ۱۵ راگست۔ بھارت کی سولہویں یوم آزادی کی تقریب مقامی طور پر سکھ نیشنل کالج کے وسیع گراؤنڈ میں منائی گئی۔ جماعتی روایات کے مطابق درویشان کرام کی بھاری تعداد اس قومی تقریب میں شامل ہوئی اور تمام احباب دلچسپی سے جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔ ہوم منسٹر پنجاب آنریبل پنڈت موہن لال جی نے گیارہ بجے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ اور نیشنل کیڈٹ کور کے اراکین نے جھنڈا کو سلامی دی اس موقعہ پر مختلف گیتوں اور تقریروں کے علاوہ کبڈی کا میچ بھی ہوا۔ آنریبل وزیر داخلہ نے اپنی تقریر میں ملک کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کی تلقین کی اور بتایا کہ ہماری سرحدوں کو جو خطرہ درپیش ہے اسے بے حقیقت نہیں سمجھنا چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ ملک کے مضبوط دفاع کے ساتھ ہی ہم سب کی سیاسی آزادی اور آزادانہ زندگی کی خوشحالی وابستہ ہے۔ آپ نے اندرونی اتحاد اور باہمی تعاون پر زور دیتے ہوئے سب کو اپنے اپنے متعلقہ کام میں خوب محنت سے کام کرنے کی تلقین کی۔ (نامہ نگار)

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ و بنگال ۲۰-۸-۶۳ تا ۱۵-۱۰-۶۳

جملہ جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ و بنگال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۰-۸-۶۳ تا ۱۵-۱۰-۶۳ بغرض پڑتال حسابات اور وصولی چندہ جات وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران متعلقہ جماعتہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کماحقہ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	ہسلی	-	-	۲۰/۸/۶۳
۲	پوری	۲۱/۸/۶۳	۱	۲۲
۳	کیرنگ و زنگاؤں	۲۲	۵	۲۷
۴	نیا گڑھ و مانگا گوڑا	۲۷	۲	۲۹
۵	خوردہ ٹاؤن	۲۹	۱	۳۰
۶	کٹک سٹی و ایم۔ پی	۳۰	۳	۲/۹/۶۳
۷	سری پالم	۲/۹/۶۳	۱	۳
۸	پھولوار	۳	۱	۴
۹	بھوبنیشور	۴	۲	۶
۱۰	سونگڑہ	۶	۳	۹
۱۱	کندرپاڑہ	۹	۱	۱۰
۱۲	سرلونیا گاؤں	۱۰	۱	۱۱
۱۳	کرڈاپلی وارکھ پٹنہ	۱۱	۳	۱۴
۱۴	پینکال	۱۴	۵	۱۹
۱۵	کونٹپلہ	۱۹	۱	۲۰
۱۶	سمبلپور	۲۰	۱	۲۱
۱۷	رورکلہ	۲۱	۱	۲۳
۱۸	لبسنہ	۲۳	۱	۲۴
۱۹	بھدرک مع سورو	۲۵	۳	۲۸
۲۰	کلکتہ	۲۹	۶	۴/۱۰/۶۳
۲۱	بھرت پور	۴/۱۰/۶۳	۲	۶
۲۲	گاتلہ	۶	۱	۷
۲۳	درموٹ	۷	۱	۸
۲۴	چندری	۸	۱	۹
۲۵	کلکتہ	۹	۱	۱۰